

سرکاری رپورٹ (مباحثات)

پچاسواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 02 اپریل 2018ء بروز سوموار بہ طبق 15 ربیع المرجب 1439 ھجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلاؤت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	دعاۓ مغفرت۔	04
3	رخصت کی درخواستیں۔	05
4	تحریک التوانہ 5 مجانب: آغا سید لیاقت علی، رکن صوبائی اسمبلی۔	06
5	تعزیتی قرارداد مجانب: محترمہ شاہدہ رووف صاحبہ، رکن صوبائی اسمبلی۔	13
6	سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔	22
7	مشترکہ قرارداد نمبر 116 مجانب: ڈاکٹر رقیہ سعید ہاشمی صاحبہ، محترمہ شاہدہ رووف صاحبہ اور محترمہ عارفہ صدیق صاحبہ، ارائیں اسمبلی۔	26
8	مشترکہ قرارداد نمبر 117 مجانب: ڈاکٹر رقیہ سعید ہاشمی صاحبہ، محترمہ عارفہ صدیق صاحبہ، ڈاکٹر اسحاق صاحبہ اور محترمہ حسن بانور خشائی صاحبہ، ارائیں اسمبلی۔	30
9	گورنر بلوچستان کا حکم نامہ۔	40

الیوان کے عہدیدار

اسپیکر-----میڈم راحیلہ حمید خان ڈرانی
ڈپٹی اسپیکر-----میر عبدالقدوس بزنجو

الیوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی-----جناب شمس الدین
ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی)-----جناب عبدالرحمن
چیف رپورٹر-----جناب مقبول احمد شاہوانی



بلوچستان صوبائی اسمبلی

مورخہ 02 اپریل 2018ء بروز سوموار بہ طبق 15 رجب المرجب 1439 ہجری، بوقت شام 04 بجکر 55 منٹ پر زیر صدارت میڈم راحیلہ حمید خان دُرانی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کونسل میں منعقد ہوا۔

میڈم اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتُ لِلْكُفَّارِينَ ﴿١﴾ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرَحَّمُونَ ﴿٢﴾

وَسَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٌ عَرْضُهَا السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ لَا يُعِدُّ ثُلُّمُتَقِينَ لَا ﴿٣﴾ الَّذِينَ يُنْفَقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَظَمِينَ

الْعَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ طَ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿٤﴾

﴿پارہ نمبر ۳ سورہ آل عمران آیات نمبر ۱۳۳ تا ۱۳۵﴾

ترجمہ: اور بچوں آگ سے جو تیار ہوئی کافروں کے واسطے۔ اور حکم مانو اللہ کا اور رسول کا تاکہ تم پر رحم ہو۔ اور دوڑ و بخشش کی طرف اپنے رب کی اور جنت کی طرف جس کا عرض ہے آسمان اور زمین تیار ہوئی ہے واسطے پر ہیز گاروں کے۔ جو خرچ کئے جاتے ہیں خوشی میں اور تکلیف میں اور دبائلیتے ہیں غصہ اور معاف کرتے ہیں لوگوں کو اور اللہ چاہتا ہے نیکی کرنے والوں کو۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ۔

☆☆☆

میڈم اسپیکر: جزاک اللہ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

میر محمد عاصم کرڈیلو: میڈم اسپیکر۔

میڈم اسپیکر: جی۔

میر محمد عاصم کرڈیلو: میڈم اسپیکر! آج یہ ہشتنگر دی کا واقعہ ہوا جس میں ہمارے بولان کے نوٹ ایبل ٹکری غلام رسول بنگلوری اُنکے فرزند اور اُنکے بھائی کے سارے بیٹے شہید ہو گئے۔ اُنکے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔ اور اس واقعہ میں 17 آدمی زخمی بھی ہوئے ہیں۔

میڈم اسپیکر: جی۔ حادثے میں، پچھلے دونوں جو نوت ہو گئے ہیں اُنکے لئے فاتحہ پڑھیں۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

میڈم اسپیکر: وقفہ سوالات۔ سردار عبدالرحمن کھیتران صاحب آپ اپنا سوال نمبر 364 دریافت فرمائیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: سوال نمبر۔ 364۔

میڈم اسپیکر: جی! آپ کے ہوم ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے سوالات ہیں، ہوم منسٹر یہاں تشریف نہیں رکھتے گیلوں صاحب! آپ اس پر کوئی گورنمنٹ کی طرف سے کیا وہ آرہے ہیں کہ نہیں آرہے ہیں بگٹی صاحب؟ سردار صاحب! بگٹی صاحب تو چھٹی پر ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: میڈم اسپیکر! ان کو defer کر دیں۔

میر محمد عاصم کرڈیلو: پڑھا ہوا تصویر کیا جائے۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: تو پورا جواب دو گے؟

میر محمد عاصم کرڈیلو: جو میرے knowledge میں ہے اس کا جواب دوں گا۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: میڈم اسپیکر! please ایک منٹ۔۔۔

میڈم اسپیکر: نہیں! میں نے انہیں اس لئے کھڑا کیا تھا کہ میں پوچھوں کہ بگٹی صاحب تشریف لارہے ہیں کہ نہیں۔ میں نے صرف اس لئے کہا تھا۔ ان کی طرف سے جواب نہیں دیں گے۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: میڈم اسپیکر! یہ منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں۔

میڈم اسپیکر: نہیں، نہیں، وہ اُس نے اپنی سادگی میں کہہ دیا۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: مجھے منسٹر صاحب صرف یہ بتا دیں کہ شناختی کارڈ کا 551 کس ایریے کا کوڈ ہے۔

میڈم اسپیکر: نہیں نہیں، وہ آپ چھوڑ دیں۔ سردار صاحب! جیسے آپ نے کہا۔۔۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: 551 کس ایسے کا کوڈ ہے؟

میڈم اسپیکر: سردار صاحب! میں آپ کو اجازت نہیں دیتا please کہہ دیا۔ thank you

سردار عبدالرحمن کھیتران: میڈم! یہ questions کو defer کر دیں next session کیلئے۔

اس پر میں نے کچھ کام باقی ہے بلکہ بہت سارا کام باقی تو منظر صاحب ہوتے تو پھر تھوڑا سا ہم کر لیتے آپ میں میٹھے لیتے۔ تو میرے دونوں questions ہیں ان ساروں کو defer کر دیں next session کے لئے۔ kindly thank you very much

میڈم اسپیکر: ٹھیک صحیح ہے۔ سردار صاحب کے جو سوالات ہوم ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے 364 اور 365۔

یہ defer کئے جاتے ہیں next session کے لئے۔ جناب خلیل الرحمن دمڑ صاحب! آپ اپنا سوال

نمبر 372 دریافت فرمائیں، خلیل دمڑ صاحب بھی تشریف نہیں رکھتے اور انکا سوال بھی ہوم ڈیپارٹمنٹ کے حوالے

سے ہے، اسکو بھی defer کیا جاتا ہے۔ محترمہ یامین لہڑی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 385 دریافت فرمائیں۔

یامین لہڑی صاحب بھی آج تشریف نہیں رکھتیں۔ تو اسکا ڈاکٹر صاحب تو تشریف رکھتی ہیں لیکن چونکہ mover

نہیں ہے، تو میں اسکو بھی defer کرتی ہوں next session کیلئے۔ وقفہ سوالات ختم، سیکرٹری اسمبلی

رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب نشش الدین (سیکرٹری اسمبلی): میر سرفراز احمد بگٹی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب طاہر محمد خان صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ موصوف کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے قاصر رہیں گے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: حاجی عبد الملک کا کڑ صاحب نے بذریعہ فون اطلاع دی ہے کہ وہ ناسازی طبیعت کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر حمل گلہتی صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے

کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: نوابزادہ طارق مگسی صاحب نے بذریعہ فون اطلاع دی ہے کہ وہ کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: انجینئر زمر حان صاحب نے بذریعہ فون اطلاع دی ہے کہ وہ کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: مفتی گلب حان صاحب نے بذریعہ فون اطلاع دی ہے کہ وہ خجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جانب رحمت صالح بلوچ صاحب نے کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

میڈم اسپیکر: آغا سید لیاقت علی صاحب آپ اپنی تحریک التوانہ 5 پیش کریں۔

آغا سید لیاقت علی: شکریہ میڈم اسپیکر! میں اسمبلی قواعد و انضباط کارکمیریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 70 کے تحت ذیل تحریک التوانہ کا نوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ کہ آج مورخہ 02 اپریل بوقت ایک بجے قمری ای ہوڑ کوئی روڑ کوئی میں لیویز الہکاروں پر حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں سولیین و لیویز الہکاران ہلاک اور زخمی ہوئے۔ اسی طرح 28 اور 30 مارچ 2018ء کو بھی مختلف واقعات میں سولیین اور سرکاری الہکاران قتل کیے گئے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت امن و امان قائم کرنے میں ناکام ہے۔ لہذا اسمبلی کی آج کی معمول کی کارروائی روک کر اس اہم اور فوری نوعیت کے حامل عوامی مسئلہ کو زیر بحث لا یا جائے۔

میڈم اسپیکر: تحریک التوانہ 5 پیش ہوئی۔ آغا صاحب! آپ اسکی admissibility کی وضاحت کریں گے۔

آغا سید لیاقت علی: شکریہ میڈم اسپیکر! جس وقت ڈاکٹر مالک صاحب نے وزیر اعلیٰ بلوچستان کی حیثیت سے

یہاں حلف اٹھایا، اس اسمبلی سے اور پھر گورنر ہاؤس سے۔ دو مہینے کے اندر، اندر، وہ محکمات جو اس صوبے میں تھے، جس میں کوئی شخص سفر نہیں کر سکتا تھا۔ جس میں انگوا برائے تاداں عام تھا۔ جس میں سینکڑوں لوگ تو نہیں لیکن double figures میں شہید کیے جاتے تھے، ڈاکٹر مالک صاحب کے زمانے میں مسئلہ حل کیا گیا۔ اور حکومت نے فورز کے ذریعے، پولیس، لیویز اور اسکے ذریعے امن و امان کا مسئلہ 80% تک حل کر لیا۔ پھر ہری صاحب کا دور آیا، وہ بھی تقریباً بڑا امن دور تھا۔ اور بڑے واقعات میں سے کوئی بھی رونما نہیں ہوا تھا۔ پھر اسکے بعد یہ دور جو اس وقت یہاں بیٹھے ہیں۔ افسوس کی بات ہے کہ میں دن کی اسمبلی میں ایک دن چیف منستر صاحب تشریف لائے۔ اور اب بھی وہ چیف منستر ہاؤس میں بیٹھے ہیں۔ جب سے یہ حکومت وجود میں آئی ہے، جب سے یہ حکومت بیٹھی ہے، آئے دن کوئی نہ کوئی پولیس والا شہید ہوتا جاتا ہے بیچارہ۔ کوئی نہ کوئی لیویز الکار شہید ہوتا ہے۔ اور سو بیان تو بیشمار ہیں۔ جن کوئی پوچھتا تک نہیں ہے۔ میڈم اسپیکر! چوری چکاری اُسی طرح شروع ہو گئی ہے۔ آج ایک دلچسپ واقعہ میں آپ کو بتاؤں کہ ایک تحصیلدار صاحب جس کا ٹرانسفر حال ہی میں ہوا ہے بوسٹان میں۔ کوئی اسکو چوری ہوا تھا۔ وہ لوگ اُسکے پاس گئے۔ کہ جی یہ اسکو چوری ہوا ہے۔ اُس نے کہا جی آپ شرعی تین گواہ لے آئیں کہ آپ کا اسکو چوری ہوا ہے؟ پھر میں اس پر حرکت کرو نگاہی حال ہے۔ تمام جو سابقہ دور کے اچھے پولیس آفیسر، اچھے AC's اچھے DC's ٹول ٹرانسفر کر دیئے گئے ہیں۔ یعنی یہ گورنمنٹ ڈیڑھ مہینے میں اُس نے سوائے اس کام کے کہ ٹرانسفر کرو، اس کو ہٹاؤ اس کو ہٹاؤ۔ میرے ضلع میں فلاں تحصیلدار کو لاو۔ میرے تحصیلدار کو لاو، اسکے سوائے کوئی کام نہیں کیا ہے۔ آج جیسے ہمارے محترم منستر صاحب نے فرمایا، دو قبیلوں، ایک قبیلہ یا دو قبیلوں میں ایک خونی واقعہ ہوا ہے۔ جو گورنمنٹ کا بالکل failure ہے۔ آپ خود اندازہ لگائیں کہ میں، پچیس، تیس آدمی ایک جگہ جارہے ہیں اور اسکو ایک پانچ، دس آدمی روکتے ہیں کہ تم ادھرنیں جاسکتے ہو فلاں کام اس طرح نہیں کر سکتے ہو۔ اور یہ اس طرح کرو۔ اور فائر گن کا تبادلہ شروع ہو جاتا ہے۔ 17 آدمی زخمی ہیں۔ تین on the spot شہید ہو جاتے ہیں۔ چار spot شہید ہو گئے اور ایک ہسپتال میں میرے خیال میں ابھی اطلاع آئی ہے کہ شہید ہوا ہے۔ اور شہر میں اس وقت ہر جگہ، ہر چوک پر متاثرین شہید ہوئے ہیں، اُنکے لوگ strike کر رہے ہیں چوکوں کو بند کیا ہے۔ لوگوں کو اسمبلی میں آنے کیلئے میں بیس، پچیس پچیس منٹ لگ رہے ہیں کہ مختلف راستوں سے آرہے ہیں۔ یہ جو شہید ہوئے ہیں وہ ابھی تک ورثاء کے سامنے پڑے ہیں اور وہ یہاں سے انصاف مانگ رہے ہیں۔ یہ حال ہے۔ مجھے بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج وہ منستر ادھرنیں ہیں۔ جو منستر ادھر تھا جو بھی واقعہ ہو جاتا تھا وہ ہاں کھڑا ہو جاتا تھا وہ منستر، اُسکی کرسی اُدھر تھی۔ اور کہتا تھا کہ ہماری کمیونٹی کے ساتھ یہ ہو رہا ہے۔ پرسوں ہندے سے اُس کمیونٹی کے لوگ واپس آرہے

تھے۔ ان پر فائزرنگ کی گئی۔ پانچ لوگوں کو گولی لگی۔ ایک شہید ہو گیا باقی رنجی ہیں۔ کل بڑے بازار میں شارع اقبال میں ٹیکسی سے ایک کمیونٹی کے آدمیوں کو اُتار کر کے اُنکے سر پر گولی ماری گئی ہے باقی پر فائزرنگ کی گئی ہے۔ جو آدمی قاتل تھا وہ ایسے آرام سے چلاتا ہوا چلا گیا۔ یہ حکومت کا حال ہے۔ اُس سے پہلے، یہی حال اُس سے پہلے تھا اس کمیونٹی کے لوگوں ایک گل روڈ پر، مین روڈ پر مختلف جگہوں پر شہید کیا گیا ہے۔ منظر صاحب میرے خیال میں tour پر گئے ہیں یا کہیں اور گئے ہیں، وہ اپنی کمیونٹی کیلئے آواز تک بلند نہیں کی ہے۔ میڈم اسپیکر! مجھے بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جن لوگوں کے اشارے پر انہوں نے حکومت تبدیل کی، وہ لوگ بھی اس کو نہیں کہتے ہیں کہ تم لوگ کنٹرول نہیں کر سکتے ہو۔ آج مجھے پتہ چلا ہے کہ وہاں چیف منٹر ہاؤس میں لوگ آئے ہیں۔ وہ لوگ اُن سے روپرٹ لے رہے ہیں کہ مستقبل میں تم کس کو چیف منٹر لگا رہے ہو؟

میڈم اسپیکر: آغا صاحب! یہ آپ کی تحریک التوا کا موضوع نہیں ہے آپ kindly اسی پر بات کریں۔

آغا سید لیاقت علی: جی میں اسی پر آ رہا ہوں۔

میڈم اسپیکر: اسی پر آپ آ رہے ہیں۔

آغا سید لیاقت علی: تو وہ کہہ رہے ہیں، یہ نہیں پوچھا جا رہا ہے کہ یہ پندرہ بیس آدمیوں کو جو گولیاں لگی ہیں ان کو کس نے مارا ہے کون گرفتار ہوا ہے اور کس کے پیچھے پولیس گئی ہے؟ یہ تو نہیں پوچھا جا رہا۔ پولیس کلی یہ لوگ اپنے وہ مسئلے حل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تو میڈم اسپیکر! میری اس سلسلے میں یہ عرض ہے کہ آپ مہربانی کر کے اس تحریک التوا کو ہاؤس منظور کرے اور آج ہی آج اگر ہو سکے تو اس پر بحث کی جائے، شکریہ۔

میڈم اسپیکر: جی حکومت کی طرف سے گیلو صاحب! آپ ذرا اس پر بات کریں۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر مواصلات و تغیرات) thank you جو تحریک التوالیقت صاحب نے پیش کی ہے بالکل یہ حقیقت پرمنی ہے جو آج ہمارے بولان کے بیچارے میں گیا تھا ابھی ہسپتال، تو میتوں کو بھی دیکھا اور زخمیوں کو بھی تو محترمہ میں آپ سے کہوں کہ جو ٹکری غلام رسول تھا جو میر او ڈر تھا میں سال سے اور اُنکے بیٹے تھے، وہ اسی پچاسی سال کے تھے۔ اسی پچاسی سال کے بیچاروں کو اُنکے سر میں اُنکے دانتوں میں اُنکے سینوں میں اتنی گولیاں لگی تھیں کہ میں اُسکو دیکھنہیں سکتا تھا۔ اور اُنکے بیٹے، اُنکے بھائی کے بیٹے اور اُنکے عزیز اور زخمی بھی۔ تو ڈائسن پک آپ تھا، میں نے اُن سے حال احوال پوچھا کیا تو ایک ڈائسن پک آپ میں آ رہے تھے چھپیں آدمی۔ بولتے ہیں دو گاڑیاں ہمارا پیچھا کر رہی تھیں۔ تیرہ میل سے وہ آ رہی تھیں پیچھے آدمی زیادہ تھے اُنکے پیچے لکھے ہوئے تھے۔ تو وہ بولتے ہیں پیچھے سے گاڑی آ کر کے ہمیں نکل کر مار دی اُنہوں نے اپنے پیروں کو ہٹا دیئے۔ دوسرا گاڑی ادھر سے آئی

اور کلاشکوفون کو تھامے، سر بازار، قمیر انی روڈ پر بہت رش ہوتا ہے۔ انہوں ہمارے اوپر، اُس بوڑھے کو پکڑا اور گاڑی kidnap کرنے کی کوشش کی۔ کہ چلو ہم آپ کو فلاں آدمی کے پاس لے جاتے ہیں۔ اُس نے کہا کہ میں نہیں آتا ہوں۔ اُسکے بعد اُسے مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔ اُس نے بولا کہ بھتی ہمارے والد صاحب ہمارے پچا کو کہاں لے جانا چاہتے ہو؟ تو لڑائی شروع ہوئی۔ انہوں نے براہ راست اُن پر فائرنگ شروع کر دی۔ تیرہ آدمی، ابھی بھی میں ہسپتال گیا ایک رخی کوڑا ماسینٹر میں لے آئے تھے ابھی اطلاع میں کہ وہ بھی شہید ہو گیا۔ چار on the spot شہید ہوئے۔ اُس سے پہلے بھی ہزارہ کیونٹ کے لوگ شہید ہوئے تھے اُن کی بھی الیف آئی آر درج ہو گئی ہے۔ انشاء اللہ میں آپ لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ ہماری گورنمنٹ جو اسکی اُسی نائم وہ الیف آئی آر کرے گی چاہے جتنا بڑا آدمی کیوں نہ ہو اسکو گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔ اور میں آغالیات صاحب کو یقین دہانی کرتا ہوں کہ انشاء اللہ اس میں کوئی کسر نہیں چھوڑیں گے۔

میڈم اسپیکر: تو تحریک التوا آپ کیا ریکووئست کر رہے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: اگر آغا صاحب اس پر زور دیتے ہیں تو بالکل اس پر بحث ہو گی۔

میڈم اسپیکر: آغا صاحب! جو حکومت کی یقین دہانی آئی ہے۔ کیونکہ آخر day last ہے۔ تو اُس میں آپ دیکھ لیں آپ نے اپنی بات پہنچا بھی دی ہے اور انہوں نے یقین دہانی بھی کرانی ہے۔

آغا سید لیاقت علی: نہیں، چونکہ تحریک التوا جب میں لارہا تھا تو مجھے معلوم تھا کہ آج اسمبلی کا آخری دن ہے۔ اور یہ next کوئی وہ نہیں ہے اور دو دن کے اندر اندر اس پر بحث ہونی چاہیے تھی۔ مادام اسپیکر! میرا یہ مقصد ہے میری گزارش یہ ہے کہ یہ بے حس گورنمنٹ، یہاں جس میں نہ سیکرٹری داخلہ بیٹھا ہے نہ ایڈیشنل سیکرٹری بیٹھا ہے نہ چیف منسٹر بیٹھا ہے اور نہ داخلہ کا منسٹر بیٹھا ہے گیلو صاحب کو یہ پتہ بھی نہیں تھا کہ اس کی قوم کے ہیں اس لئے اُس نے history بیان کر دی ہے کہ جی وہ فلاں کا پاؤں لٹک رہا تھا۔ یہ انسان نہیں تھے جب ان کے پاؤں لٹک رہے تھے؟ تو ہمارا مقصد یہ ہے کہ گورنمنٹ مکمل فیل ہے امن و امان کو بحال کرنے کا اور اس سلسلے میں میں زیادہ زور نہیں ڈالوں گا اور میں ڈاکٹر صاحب، نواب صاحب اور سردار مصطفیٰ خان کی طرف سے ہم next session جو آئے گا اُس میں امن و امان پر ہم باقاعدہ ایک پوری تحریک التوا لائیں گے اور لوگوں کو بتائیں گے۔ چونکہ آخر اس اسمبلی کا آخری سیشن ہے اس لئے میں اس پر stress public میں اس کو اسمبلی میں لانا چاہتا تھا کہ پر لیں کو بھی پتہ چلے اور سارے لوگوں کو پتہ چلے کہ یہ حکومت مکمل طور پر ناکام ہے اور اس کی کامیابی کا جو عنصر ہے وہ صفر کے قریب ہے۔ بڑی مہربانی۔

میڈم اسپیکر: thank you جی۔

وزیر محکمہ مواصلات و تعمیرات: سرفراز صاحب نہیں ہیں، انشاء اللہ آپ دیکھیں گے آپ کے سامنے گرفتار ہو جائیں گے، انکو عدالت کے کھڑے میں کھڑا کر دیا جائیگا اس سے پہلے بھی بہت سے واقعات ہوئے ہیں، اُس دور میں بھی ہوئے ہیں ڈاکٹر صاحب کے دور میں ہوئے ہیں نواب ثناء اللہ کے دور میں، یہ واقعات ہوتے ہوتے ہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے! حکومتی ثبت یقین دہانی پر، چونکہ دونوں طرف سے بات ہو گئی ہے۔ اس تحریک التوا کو۔۔۔ (مداخلت) میں اس پر بات کر دوں۔ ڈاکٹر صاحبہ! بات کر لیں اسی پر کرو ہی ہیں۔ جی ڈاکٹر صاحبہ۔

ڈاکٹر قیہ سعید ہاشمی (مشیر برائے وزیر اعلیٰ و انچارج محکمہ خزانہ): شکریہ میڈم اسپیکر صاحبہ! آغازیات صاحب کی تحریک التوانہ 5 کا میں بھر پور ساتھ دینا چاہتی ہوں۔ بار بار جو تقيید کر رہے ہیں کہ یہ حکومت ناکام رہ چکی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گی اس وقت پہلے منتخب وزیر اعلیٰ ڈاکٹر عبدالمالک صاحب تشریف رکھتے ہیں، اڑھائی سال جب انہوں نے حکومت کی۔ تو کیا اسمبلی سے ہمیں وہ مواد میں کہنے کے دو حکومت میں ہم نے کتنی مرتبہ امن و امان کے حوالے سے اس طرح کی تحریک التوانی پیش کی۔ اسوقت جب نواب ثناء اللہ زہری صاحب تشریف لائے، دوسال انکی حکومت ہوئی تھی۔ کیا اعداد و شمار اسمبلی، اگلا جب سیشن ہو گا کیا اسمبلی یہ بتا سکیں گے کہ انکے دور اقتدار میں حالات کتنی ناکامی کے طرف گئے، ثناء اللہ کے زمانے میں کتنے گئے؟ اور اب دو مہینے میں یہ حکومت کس طرح ناکامی کی طرف جا رہی ہے۔ یہ کہنا مناسب نہیں ہے کہ حکومت۔ تین مہینے میں ہم اپنی کارکردگی دکھانہیں سکتے۔

میڈم اسپیکر: ڈاکٹر صاحب! اصل میں انکی ہزارہ برادری کا بھی بندہ وفات پایا تھا میں تھجی شاید وہ انکے حوالے سے بات کرنا چاہی ہے۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: پھر اسے نہیں نا۔ ٹھیک ہے اس پر پھر بول لیتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: نہیں نہیں، انشاء اللہ اس پر بات کرتے ہیں مجھے رونگ دینے دیں۔ حکومتی ثبت یقین دہانی پر تحریک التوانہ 5 نمائادی جاتی ہے۔

سردار عبدالرحمن کھیڑکان: آغا صاحب نے ایک suggestion دی ہے میں appreciate کرتا ہوں law and order کی بات کر رہے ہیں۔

میڈم اسپیکر: ابھی اس پر بات ختم ہو گئی۔ جی جی future میں انشاء اللہ next session میں ہم باقاعدہ بیٹھیں گے ایک بار۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: میں اس میں ایک suggestion آپ کو دے رہا ہوں۔

میڈم اسپیکر: جی جی۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: وہ law and order kindy اس پر next session میں آپ نے رو لگ دیدی کہ اس پر ایک دن آپ مقرر کریں گی

den آپ مقرر کریں گی law and order اپر۔

میڈم اسپیکر: جب next session ہو گا۔

سردار عبدالرحمن کھیتران: in the mean time 2013 سے لے کر up to date جتنے بھی کوئی شہر میں واقعات ہوئے ہیں، ٹارگٹ کلگ ک ہوئی ہے یا mass killing تھی یا جو بھی سلسہ تھا وہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کو direct کریں کہ اسکے figure، جس دن آپ یہ رکھیں۔ مطلب ہے law and order کی جو بحث ہوگی اُسمیں ٹیبل کریں وہ، کہ 2013ء سے لے کر to آج تک۔ کتنے واقعات ہوئے ہیں ٹارگٹ کلگ کے؟ یہ مطلب ہے مذہبی طور پر آپ اُسکو لے لیں یا sectarian type جس کے بھی ہے، یہ total figure بھی اُس دن ٹیبل پر کھوڈ دیں thank you

میڈم اسپیکر: چونکہ ایجنسڈا بنا نا مفسٹر جو لاے اینڈ پارلیمانی امور کا کام ہوتا ہے، توجہ وہ آئیں گے ہم

میڈم اسپیکر: plan کریں گے، تو اُسمیں یہ چیز رکھیں گے۔ جی ڈاکٹر حامد اچخزی صاحب۔

ڈاکٹر حامد خان اچخزی: بڑی مہربانی۔ آپ نے اجازت دی۔ نقج میں چے میگوئیاں کچھ مختلف سی ہو رہی ہیں۔ انسانوں کا قتل عام ہوا ہے۔ اور مردے چوک پر پڑے ہیں۔ ہمیں کوئی پوچھنے والا نہیں۔ کوئی اُنکے پاس جانے والا نہیں۔ کوئی ان کو تسلی دینے والا نہیں۔ ہمیں یہ ڈر ہے کہ چونکہ نیشنل پارٹی، پیشتوخ اعلیٰ عوامی پارٹی اس گورنمنٹ میں نہیں ہیں۔ ہمیں یہ ڈر ہے کہ وہ پچھلے دو نہیں ہے کہ وزیر، وزراء فاتحہ خوانی کے لیے نہیں جاتے تھے۔ دس دس، پندرہ پندرہ، بیس بیس، تیس تیس مردے پڑے ہوتے تھے، کوئی اُدھر جانے والا نہیں ہوتا تھا۔ اور جو پارٹیاں حکومت میں تھیں خصوصاً مذہبی پارٹیاں انکو ایکی نہ مت کرنے کی جرأت نہیں تھی۔ ہمیں یہ ڈر ہے کہ آدھے اقتدار میں چھپ کر اقتدار میں اور اُسی اپوزیشن میں۔

میڈم اسپیکر: ڈاکٹر صاحب! چونکہ یہ بات ختم ہو چکی تھی۔

ڈاکٹر حامد خان اچخزی: نہیں نہیں، ختم نہیں ہوئی ہمیں یہ ڈر ہے۔

میڈم اسپیکر: ڈاکٹر صاحب! اس پر ابھی مزید بات نہ کریں please

ڈاکٹر حامد خان اچخزی: نہیں ہمیں یہ assurance دی جائے۔

میڈم اسپیکر: ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: میڈم اسپیکر! مجھے بولنے دو آپ نے فلور مجھے دیا ہے یا اس کو دیا ہے۔ قانون کے مطابق چلاں میں request you آپ نے مجھے فلور دیا ہے۔

میڈم اسپیکر: جی جی۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: یہ بیشک اٹھ کر ایک گھنٹہ بات کریں۔ ہمیں یہ ڈر ہے۔ میں عرض کرتا ہوں گیلو صاحب سے assurance چاہیے کہ وہ یہ دیدیں ”کہ ہماری گورنمنٹ انکے پاس جائے گی، انکی تسلی کرانے گا ان کو assurance کرایا گتا کہ یہ۔“

میڈم اسپیکر: میرے خیال میں ڈاکٹر صاحب آپ نے سنانہیں۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: دیکھیں! dead bodies کی تفہیک ہو رہی ہے۔

میڈم اسپیکر: جی ٹھیک ہے آپ کا point آ گیا۔ ڈاکٹر صاحب! آپ نے شاید سنانہیں ہے۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: dead bodies کی تفہیک ہو رہی ہے۔ چوک پر پڑی ہیں۔ انکو تسلی دے کر چھوڑ دیں بڑی مہربانی۔

میڈم اسپیکر: جی جی ٹھیک ہے آپ کا point آ گیا۔ ڈاکٹر صاحب! آپ کا بڑا point valid point ہے۔ گیلو صاحب نے کہا۔ ڈاکٹر صاحب! آپ ابھی سن بھی لیں۔ آپ نے شاید سنانہیں جب وہ بات کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں گیا ہوں اور میں انکے ساتھ ساتھ تھا as a minister یا انکے اپنے علاقے کے لوگ تھے۔ وہ انکے ساتھ تھے۔ بہر حال پھر بھی۔ چونکہ اس پر ابھی گیلو صاحب! میں رو لنگ دے چکی ہوں رو لنگ ہو چکی ہے اور اس پر باقاعدہ بحث۔۔۔ (مداخلت)

وزیر یحکمہ مواصلات و تعمیرات: جی بی بی صاحبہ! یہ واقعہ کا جب میں سنات تو فوراً بی ایم سی ہا سپل پہنچا۔

میڈم اسپیکر: آپ کہہ چکے ہیں یہ بات۔ ابھی مزید اس point پر بات نہ کریں۔

وزیر یحکمہ مواصلات و تعمیرات: ہم متینوں کے ساتھ تھے اور زخمیوں کے ساتھ تھے انکے لیے کپڑے جو ان بیچاروں کے سارے پھاڑ دیئے گئے تھے۔ کپڑے انکو دیئے سارا کچھ کیا۔

میڈم اسپیکر: جی ہاں آپ نے تسلی دی ہو گی۔

وزیر یحکمہ مواصلات و تعمیرات: ان کو دوائیاں دی، سارے کچھ ہم نے کئے ہیں اور ساتھ ایم ایس، بی ایم سی کو کہا کہ ان کا علاج معالج کیا جائے۔ میرا اسمبلی کا سیشن ہے میں جاتا ہوں پھر آتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: جی آپ نے یقین دہانی بھی کی ہے۔

وزیر حکومت مواصلات و تعمیرات: ڈاکٹر حامد صاحب! میں پھر ان کے پاس جاتا ہوں۔ صرف سیشن کی وجہ سے میں ادھر آیا ہوں۔

میڈم اسپیکر: جی۔ آپ نے یقین دہانی بھی کرائی ہے۔ آپ وہاں گئے بھی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے شاید نہیں اُس وقت چونکہ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات کا جو وہ قائد ایوان کے پاس ہے اسکا portfolio قائد ایوان، ایوان میں موجود نہیں ہیں اور جو میری اطلاعات ہیں انہوں نے کہا تھا کہ وہ اسمبلی آر ہے ہیں۔ لہذا جو بلوچستان سرکاری نجی شرکت مسودہ قانون 2018ء جو ہے، جب تک وہ آتے نہیں ہیں انہوں نے ہی تحریک پیش کرنی ہے۔ تو اسوقت تک کے لیے میں مؤخر کر رہی ہوں، ہم دوسرے اچنڈے پر آ جاتے ہیں۔ آغا صاحب! جب وہ پیش کریں گے تو آپ بات کریں۔ ابھی تک اس کو میں نے مؤخر کر دیا ہے اچنڈے پر آئیں، دوسرا اچنڈے پر آئیں۔ جی میں اسکو مؤخر کر سکتی ہوں۔ محترمہ شاہدہ رووف صاحبہ! آپ اپنی تعزیتی قرارداد پیش کریں۔

محترمہ شاہدہ رووف: شکریہ اسپیکر صاحبہ! یہ ایوان مرحوم فضل حق میر پنسل تعزیر نو کالج کوئٹہ کے انتقال پر تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ کہ یہ مرحوم نے اپنی پوری زندگی صوبہ بھر بالخصوص کوئٹہ شہر میں دینی و عصری تعلیم کے حوالے سے شاندار اور مثالی خدمات سرانجام دی ہیں، ہم انہیں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں، اُنکے انتقال سے پیدا ہونے والا خلاء مدتلوں پورا نہیں ہو سکے گا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ اور پسمندگان کو صبر جیل عطا کرے۔ ان کی تعلیم کے حوالے سے ادا کی جانے والی شاندار و مثالی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گے۔

میڈم اسپیکر: تعزیتی قرارداد پیش ہوئی۔ محترمہ اس کی admissibility کی وضاحت کریں۔

محترمہ شاہدہ رووف: اسپیکر صاحبہ! ایسے تو یہ اچنڈا اجب آنا چاہیے تھا۔

میڈم اسپیکر: شاہدہ! اذان ہو رہی ہے۔

(خاموشی۔ اذان عصر)

میڈم اسپیکر: جی شاہدہ رووف صاحبہ۔

محترمہ شاہدہ رووف: جی اسپیکر صاحبہ! میں یہ کہہ رہی تھی کہ کافی دنوں سے میں یہ چیز لے کر آنا چاہ رہی تھی۔ first day تو مجھ سے یہ کہا گیا کہ آج سرکاری کارروائی ہے۔ اُس میں نہیں ہو سکتا۔ لیکن اسکے بعد unfortunately کورم کا مسئلہ رہا جسکی وجہ سے نہیں ہو سکی۔ آپکی بہت مہربانی۔ اسکا ذکر میں اس لئے کر رہی ہوں کہ یہ آپکی اپیشن کا وشوں سے آج کے اچنڈے پر آئی ہے۔ تو اس کیلئے آپکا اپیشن شکریہ۔ اور فضل حق میر صاحب

کے بارے میں یہ کہنا چاہوں گی کہ وہ شخصیت تھی جنہوں نے اپنی ساری عمار صوبے میں، کوئیٹھے کے اندر تعلیم جیسے شعبے میں اپنی خدمات انجام دی ہیں۔ اور ایک ایسے وقت میں دی ہے جب واقعی بلوچستان کو بہت ضرورت تھی۔ یہ ہاؤس۔ اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے لوگ یہ سب جانتے ہیں کہ وہ قومیں کبھی ترقی نہیں کرتیں جو اپنے استاذہ کو وہ احترام اور وہ عزت اور وہ مقام نہیں دیتیں۔ تو میں یہ چاہوں گی کہ یہ ہاؤس فضل حق میر صاحب کیلئے یہ تعمیری قرارداد متفقہ طور پر منظور کریں۔ اور ہم انکو خراج تحسین پیش کریں جو انہوں نے ہمارے صوبے کیلئے، اس نسل کیلئے کیا۔ بہت مہربانی۔

میڈم اسپیکر: یقیناً فضل حق میر صاحب کی please۔ پھر آپ لوگ کہتے ہیں کہ رول کے مطابق اجلاس چلا کیں۔ ابھی بات ہو رہی ہے۔ اور آپ لوگ منظور کہہ رہے ہیں۔ میں نے تو نہیں پوچھا ہے ایوان سے ابھی تک۔ جی سردار صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان: ڈاکٹر صاحب! جلدی میں آج کہیں جانا ہے کیا؟

میڈم اسپیکر: سردار عبدالرحمن کھیڑان صاحب floor is with you

سردار عبدالرحمن کھیڑان: شکریہ میڈم اسپیکر! جیسے کہ ہمارے colleague یہ قرارداد لائے ہیں پروفیسر فضل حق میر صاحب کیلئے۔ تو یقیناً ہم سمجھتے ہیں کہ انکی وفات اس صوبے کیلئے بہت بڑا نقصان ہے۔ میڈم اسپیکر! ہمیں یاد ہے جب یہ تعمیر نواں سکول کی ابتداء ہوئی۔ شاید میں غلط ہوں۔ اسکی ابتدا آرچ پر نوروزی چپل والا کے سامنے ہی ان کا اسکول کھلا۔ تو ہم کبھی کبھی وہ چپل لینے جاتے تھے۔ تو ایڈیشن کیلئے قطاریں لگی ہوتی تھیں۔ اور یہ credit مرحوم پروفیسر صاحب کو جاتا ہے کہ اس نے اس وقت سے آج سے کئی سال پہلے，decades اسکے پیش میں ہے۔ اس نے ایجوکیشن کا معیار برقرار رکھا۔ اسکو ہم نے دیکھا۔ پھر ترقی کرتے ہوئے اسکی بڑی بڑی بلڈنگیں بنتی ہوئیں۔ پھر کافی یوں، پھر بائی پاس پر چلے گئے اسکے کچھ کیمپس۔ کچھ اس طرف گلستان روڈ پر۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ مرحوم کی جتنی تعریف کی جائے وہ بہت کم ہے۔ وہ ایک بہترین استاد، وہ ایک بہترین ایڈنیشنریٹر بلکہ پچھلے دونوں میں ایک مثال دوں گا، انکا رشتہ ہے ہمارے ایک اخبار کے ساتھی ہیں۔ کوئی ایڈیشن ہو رہا تھا۔ تو میں نے انکو گزارش کی کہ انکا بہت کلوزریلیو ہے۔ لیکن اس نے اس سفارش کو بھی turndown کر دیا۔ تو اس چیز سے آپ اندازہ لگائیں کہ جہاں اس کا خونی رشتہ تھا۔ اسکی سفارش تک وہ نہیں مانی۔ میرٹ کو اس نے برقرار رکھا تادم مرگ۔ تو ایسے استاد، اور ایسی شخصیات صدیوں میں میڈم اسپیکر! پیدا ہوتی ہیں۔ میں اپنی طرف سے اپنی جماعت کی طرف سے انکو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔ اور انکی روح کیلئے یہ دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انکو جنت الفردوس میں جگہ دے۔

اور میں امید کرتا ہوں کہ اسکے طالب علموں میں سے اللہ تعالیٰ اسکا نام البدل پیدا کرے کہ تعمیر نو وہ چین ہے ایجوکیشن کی۔ میں منسٹر تھا یہ میرے بعد باقی منسٹر میں کسی کا نام نہیں لیتا ہوں۔ ہم دعوے تو بڑے کر کے آئے ہیں کہ ایجوکیشن کو اس لیوں پر پہنچائیں کہ پہنچائیں بلوچستان میں ایجوکیشن کا کیا اسٹینڈرڈ ہوگا۔ لیکن ہم ناکام رہے۔ تو یہ چند ایک اسکول ہیں۔ بلکہ ان میں سے ایک FG کی ایک chain ہے۔ یہ کچھ لوگ، کچھ اسکول ایسے ہیں۔ کچھ کا لجز ایسے ہیں جنہوں نے standard maintain کیتے۔ اور اس سے اچھے لوگ بلکہ اچھے اچھے جگہوں پر رکنے۔ میں سلام پیش کرتا ہوں اس ادارے کو اور اسکے سربراہ کو۔ اور دعا گو ہوں اس کیلئے کہ اللہ تعالیٰ اسکو جوار رحمت میں جگہ دے۔ thank you

میڈم اسپیکر: جی گیلو صاحب اسی پربات کرنا چاہتے ہیں؟ جی جی please۔

صوبائی وزیر مواصلات و تعمیرات: مہربانی اسپیکر صاحبہ! جو ہماری colleague، ہماری بہن شاہدہ روف صاحبہ نے یہ قرارداد پیش کی ہے۔ پروفیسر مرحوم فضل حق صاحب کو ہم بھی کافی عرصے سے جانتے ہیں۔ جو بلوچستان میں انہوں نے تعلیم کیتے، تعلیم کے معیار کیلئے جو اقدامات کیتے۔ میرے خیال میں بلوچستان میں کوئی اور تعلیم کے معیار کو اتنا نہیں بڑھایا جس طرح پروفیسر صاحب نے۔ وہ ایک مخلص، دیانتدار اور سمجھدار پروفیسر تھے۔ ہمہ وقت وہ اپنی کوششوں میں لگے رہتے تھے کہ بلوچستان میں جو تعلیم کا معیار ہے اسکو اپر اعلیٰ کروں۔ اور اس کیلئے وہ ہمیشہ کوشش رہے تھے۔ مجھے یاد ہے جب میں روینو منسٹر تھا۔ وہ میرے پاس آتے تھے۔ ایک دفعہ نہیں کئی بار آتے۔ جو ہماری ایسٹرن پائی پاس تھا اس کیلئے زمین مانگ رہے تھے۔ اس ٹائم میں، مرحوم جام یوسف صاحب سے انکو زمین بھی لیکر دی۔ اور انہوں نے مطلب بی بی! میں آپکو کہوں وہ دل سے محنت کر رہے تھے بلوچستان کی تعلیم کی ترقی کیلئے۔ اور ہمہ وقت یہ کہتے تھے کہ یہ زمین دیجائے۔ بلوچستان کے نادار بچوں کو میں پڑھاؤں۔ اور واقعی یہ اسکے مستحق ہے۔ آج میں بھی اپنی پارٹی کی طرف سے سارے ہاؤس کی طرف سے اسکو اسکے کارنا میں پرخراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: جی محیب حسنی صاحب۔ اسکے بعد آپ کو موقع دیتی ہوں۔

میر مجیب الرحمن محمد حسنی: پروفیسر صاحب کی وفات پر تحریکیں اتوامیدم لیکر آئی ہیں۔

میڈم اسپیکر: تحریک اتواء نہیں ہے۔ تعزیتی قرارداد۔

میر مجیب الرحمن محمد حسنی: sorry! تعزیتی قرارداد۔ یہ میں سمجھتا ہوں بڑا چھا کیا کہ آپنے آج اس کیلئے ٹائم دیا۔ کیونکہ میں خود تعمیر نو کالج سے اٹھ کیا ہے۔ میں انکاشا گرد ہاں ہوں۔ تو میرا فرض بتاتا ہے کہ میں کچھ باتیں اسکے

حوالے سے کروں۔ میدم! جیسے کہ آپکو پتہ ہے کہ بلوچستان میں تعلیم کی جو صورتحال ہے وہ پچھلے خاص کریہ اس گورنمنٹ سے پہلے جو حالات تھے ہمارے ہاں اساتذہ کی ٹارگٹ کنگ کے حوالے سے۔ اور ایجوکیشن کی اتری کے حوالے سے۔ اُس میں بھی فضل حق میر صاحب نے جس ثابت قدمی سے بلوچستان میں ایجوکیشن کیلئے کام کیا میرے خیال میں وہ بلوچستان کے تمام علاقوں سے انکے استوڈنٹس اسوقت مختلف عہدوں پر کام کر رہے ہیں۔ اور وہ ہر وقت ہم انکے پاس جاتے تھے۔ ابھی پچھلے سال جب وہاں اسپورٹس فیسٹیوول ہوا تو انہوں نے مجھے فون کیا۔ اور مجھ سے کہا کہ آپ اس میں چیف گیٹ بن کر آئیں۔ میں میدم! وہاں گیا اور یقین کریں جس طرح سے کانج، جب ہم وہاں پڑھتے تھے اُس سے بہر حالت میں میں نے اسکو پایا۔ اور میدم! انکی سروسری کی اتنی لمبی لست ہے کہ اس پر ہم ظاہر ہے اس کم ٹائم میں بات نہیں کر سکتے۔ لیکن تعمیر نو اسکول سے لیکر تعمیر نو کانج۔ تعمیر نور زیڈ نیشنل کانج اور پچھلی گورنمنٹ میں انکو سمنگلی میں ایک جگہ گورنر مگسی نے دی۔ جس پر انہوں تعمیر نو گرلز اسکول شروع کیا۔ اور وہاں گرلز استوڈنٹس کی بڑی تعداد اسوقت زیر تعلیم ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پروفیسر فضل حق میر صاحب کا بلوچستان میں ڈاکٹر مالک صاحب کی کیبینٹ میں واقعی ہم، یہ جب forest department کی میرے خیال میں زمین تھی۔ تو ہم سب نے ڈاکٹر صاحب کی قیادت میں ہم نے وہ زمین انکو دے دی۔ اور وہ الحمد للہ بہت ہی ایک اچھا تعلیمی ادارہ اسوقت وہاں چل رہا ہے۔ میدم اسپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ پروفیسر فضل حق میر صاحب جیسی شخصیتیں یہاں صدیوں میں پیدا ہوتی ہیں۔ اور ان کا خلا پورا کرنا بہت مشکل ہے۔ لیکن ہم سمجھتے ہیں جو انکے استوڈنٹس ہیں یا جو بھی انکے ادارے میں جوانگی ٹیم کے ممبرز ہیں یا جس نے اُنکے ساتھ کام کیا۔ ہم سب کا فرض بتا ہے کہ انکے مشن کو ہم اُسی طرح سے آگے لیکر جائیں۔ اور انکے اداروں کے ساتھ جس کا جہاں contribution ہو سکتا ہے اُنکے ساتھ ہم تعاون کریں۔ بہت بہت شکریہ۔

میدم اسپیکر: thank you **عبداللہ بابت صاحب۔**

جناب عبد اللہ جان بابت: محترمہ اسپیکر صاحبہ! یہ جو تعزیتی قرارداد محترمہ شاہدہ روف صاحبہ لائی ہیں، واقعتاً جو مرحوم فضل حق میر صاحب تھے۔ اُسی دن جب انکی نماز جنازہ ہو رہی تھی۔ تو میں خود وہاں گیا۔ تو وہاں جو میں نے دیکھا۔ تو اکثر جب میں کسی سے پوچھتا تھا تو وہ یہی کہتا تھا کہ میں ان کا شاگرد ہوں۔ میں اس اسکول میں پڑھا ہوں۔ تو فضل حق میر صاحب واقعتاً انکا جو اس صوبے پر یا تعلیم میں جوانہوں نے ایک کردار ادا کیا ہے۔ ویسے میں خود پر ایویٹ اسکولوں کا مخالف ہوں۔ پر ایویٹ اسکول، کیونکہ یہ ایک خاص طبقے کے لوگ ان اسکولوں میں پڑھتے ہیں۔ ہمارے تعلیمی ادارے ہمیں اکتو فعال بنانا ہے۔ کیونکہ تعمیر نو وہاں اُسی دن جب میں نے وہاں

بلڈنگ دیکھی۔ پھر جو فضل حق صاحب نے اس میں جس طریقے سے مطلب ہے وہ گراونڈ تھا۔ وہاں کلاس روم تھے۔ تو حقیقت میں یہی چیزیں ہیں۔ اگر وہ فضل حق صاحب کے حوالے سے تو میں یہ کہتا ہوں کہ فضل حق صاحب کو میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ کیونکہ انکی محنت ہے۔ تو ہم اس کی نقش قدم پر چلتے ہوئے پھر بیر مجب صاحب نے ایک بات کی میں نے اسکی بہت سخت خالافت کی۔ جو ہمارا ایک فوڈ اسٹریٹ تھا۔ جو ساری ڈینیا میں وہاں فوڈ اسٹریٹ بنتے ہیں۔ ادارے جو پرائیویٹ ہیں۔ اگر ہم اس طرح اپنا سیکرٹریٹ بھی پھر پرائیویٹ لوگوں کو دیدیں گے۔ پھر پرائیویٹ لوگ، تواصل میں فضل حق صاحب کا اپنا جو ہے کردار ہے۔ مگر اس طرح اگر ڈاکٹر مالک نے کیا ہے۔ یا کل قدوس بُرْنوجا صاحب کریں گے کہ ہمارے ادارے وہ پرائیویٹ لوگوں کو، پرائیویٹ اداروں کو الات کریں گے پھر تو ہماری حکومت کا وہ ہوگا۔ پھر یہ غریب لوگ کیا کریں گے؟ ایک خاص طبقہ، ایک خاص قسم کے لوگ۔ انکو ہم پیدا کریں۔ غریب لوگ پھر کدھر پڑھیں گے؟ ہماری آج جو اسکولیں ہیں۔ تو ہماری اسکولوں پر اسی حوالے سے میں کہتا ہوں وزیر اعلیٰ صاحب بھی آیا ہے۔ ابھی چونکہ مارچ، اپریل۔ گیلو صاحب یہ بتیں بعد میں ہو گئی۔ پہلے اس بات کو آپ لوگ سنیں۔ پہلے وزیر اعلیٰ وہ وقت نہیں آتا ہے۔ پھر جب آجاتا ہے پھر گیلو صاحب دن کو بھی۔ رات کو بھی اُسی کے ساتھ ہے۔ تھوڑا تو چھوڑ و خدارا "ماڑا"۔ پہلے آپ لوگ کورم پورا نہیں کر سکتے۔

میڈم اسپیکر: بابت صاحب! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں باقی چھوڑیں۔ آپ اپنی بات کریں۔ جی۔

جناب عبداللہ جان بابت: نہیں میری بات یہ ہے کہ پہلے کورم پورا نہیں کر سکتے۔ کورم پورا کر کے پھر وہ لوگ بعد میں بات بھی نہیں سنتے۔

میڈم اسپیکر: بابت صاحب! آپ اتنی اچھی بات کر رہے ہیں۔ آپ اسی کو جاری رکھیں۔

جناب عبداللہ جان بابت: یہی تعلیم کا موضوع ہے۔ ہمیں اس پر یہ نہیں ہے کہ صرف ایک چیز کو ہائی لائک کرنا ہے۔ ہم نے تمام صوبے کے تعلیمی نظام کو اس بات سے۔ کیونکہ یہ فضل حق مرحوم ہے۔ انہوں نے تو خدمت کی ہے۔ آئندہ کیلئے، ابھی مارچ کا مہینہ ہے۔ اپریل کا مہینہ ہے۔ ہمارے تمام اسکول ہیں۔ اسوقت میں لوار الائی کی مثال دیتا ہوں۔ میں کل لوار الائی سے آیا پرسوں میں۔ یعنی ہر اسکول میں۔ ابھی جو ہماری خواتین کے اسکول ہیں وہ سارے بند ہیں۔ افسوس کی بات ہے۔

میڈم اسپیکر: بابت صاحب! یہ تعزیتی قرارداد ہے۔ please ایجوکیشن پر بات نہیں ہو رہی۔ تعزیتی

قرارداد ہے۔ آپ اکنکی شخصیت پر بات کریں۔ آپ تعزیتی قرارداد پر۔

جناب عبداللہ جان بابت: ہم اسکو خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ آج تعلیم کی جو حالت ہے۔ نہیں نہیں دیکھو۔

تعلیم وزیر اعلیٰ صاحب مہربانی کریں۔ وزیر اعلیٰ صاحب پورے صوبے کا وزیر اعلیٰ ہے۔ صرف آواران کا وزیر اعلیٰ نہیں ہے۔ وزیر اعلیٰ جائیں اسکلوں کو دیکھیں۔

میڈم اسپیکر: بابت صاحب! آپ جو بھی بات کریں گے تھوڑا اسپیکر کریں گے۔ آپ please تعزیتی قرارداد ہے۔ آپ انکی شخصیت پر بات کریں please۔ آپ ڈائریکٹ اپنیں address نہیں کریں۔

جناب عبداللہ جان بابت: یہ تعزیت ایک رسمی چیز ہے۔ تعزیت کا معنی ایک رسمی چیز کو ہم نے ادا کرنا ہے۔ تو انشاء اللہ یہ جو میں فضل حق مرحوم کے اس دن کے حوالے سے میں شاہدہ رووف صاحبہ کو بالکل آفرین کہتا ہوں کہ انہوں نے یہ کام کر کے ہمارے تمام جو ایسے لوگوں کو یاد کرنا یہ ضروری ہے کہ ہم اسکو یاد کریں۔ میں آپکا شکر یہ ادا کرتا ہوں۔ اور اسکے علاوہ وزیر اعلیٰ صاحب اور دوسرے تعلیم پر خاص توجہ دیں۔

میڈم اسپیکر: thank you جی نواب شاہوانی۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: میڈم اسپیکر!

میڈم اسپیکر: جی۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: ہم قائدیوں کو appreciate کرتے ہیں۔ قائدیوں اگر سن رہے ہیں تو۔ **میڈم اسپیکر:** ڈاکٹر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ فلور نواب شاہوانی صاحب کے پاس ہے۔ آپ کو میں موقع دوں گی۔ جی نواب شاہوانی صاحب پلیز پہلے آپ بولیں۔

نواب محمد خان شاہوانی: شکر یہ میڈم اسپیکر! فضل حق میر صاحب کو اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں جگہ دے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تعلیم کے میدان میں انکا بہت بڑا نام ہے۔ وہ ایک عظیم انسان تھے۔ کیونکہ میں ذرا انکو نزدیک سے بھی جانتا ہوں کیونکہ میں بھی اسی ادارے سے، شروع سے تقریباً 1975ء میں پرانمری سکول تعمیر نو میں داخل ہوا تھا۔ تو اس وقت وہ ایک سکھوں کا وہ ایک چھوٹا سا سکول شاوشہا رود پر ہوتا تھا۔ تو فضل حق میر صاحب تعلیم کے حوالے سے بہت سخت انسان تھے۔ لیکن بہت شفیق اور بہت نظر آنے والے، بہت نیک اور بہت اچھے انسان تھے۔ لیکن تعلیم کے حوالے سے فضل حق میر صاحب انتہائی بہت سخت تھے۔ اسی لئے انکے جو تعلیم کے ادارے ہیں، پرانمری، ہائی اور کالج اور مغربی بائی پاس پرانگی وہ تعمیر ہوئی۔ ایسی شخصیات جو ایک عظیم کام کر کے چلی جاتی ہیں اور سب سے زیادہ یہ کہ ہمارے صوبے میں اور ہمارے شہر کوئی میں انہوں نے ایک بہترین ادارے کا قیام ملکوں نے یہاں پر کیا اور اسکو بہتر انداز میں چلایا۔ ایسی شخصیات کے حوالے سے ہم میڈم شاہدہ رووف کے بھی مشکلور ہیں کہ ایسی شخصیات کی زندگی کے بارے میں ضرور بات کی جانی چاہیے۔ ایسی شخصیات کو ضرور یاد رکھا

جائے، خراج تحسین پیش کیا جائے۔ اُنکے کام اُنکی محنت کو اور اُنکی پوری زندگی جوانہوں نے وقف کر دیا تھا بلوچستان کے عوام کے تعلیم کیلئے اور ایسے بہتر انہوں نے ادارے بنائے۔ اور وہ ہائی سکول میں خود پرنسپل ہوا کرتا تھا۔ مجھے یاد ہے جب 1985-86ء میں آیا تھا ہائی سکول میٹرک میں، تو اُس ادارے میں بلکہ پرائمری میں تو میں بہت چھوٹا تھا۔ باقی میں ہائی سکول اور کالج کا بیتاوں کے اُن اداروں میں کسی بھی قسم کی کوئی سیاست نہیں تھی کسی بھی تنظیم کا تعلق وجود نہیں تھا اُس کالج اور اُس سکول کے اندر۔ صرف ایجوکیشن کا ہی ذکر ہوتا تھا۔ اور اُسی حوالے سے جو بچے تھے جو اسٹوڈنٹس تھے، وہ آتے تھے اور اُس کا یہ تھا کہ وہ سر سے پیر تک، اُسی طرح سے جو بیٹھ ک جو ہوتا تھا جو ایک طالب علم کا ہونا چاہیے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ وہ ہمارے کلاس روم میں آئے صح کو اسمبلی کے بعد تو کچھ لڑکوں کے بال تھوڑے بڑے تھے۔ معمولی سی۔ تو وہ خود وہاں کھڑا ہو کر فضل حق میر صاحب نے اُن کو بلایا، ایک ایک تھپڑ بھی انکو مارا، مجھے یاد ہے۔ اور پھر انکو اپنے جیب سے پچاس پچاس روپے دیئے کہ جا کے اپنے بال چھوٹے کرو دے کے آؤ۔ اور صح کو وہ کھڑے ہوتے تھے میں گیٹ پر خود ہی۔ ڈسپلن کو وہ ٹھیک کرتے تھے۔ کیونکہ ڈسپلن ٹھیک ہو گا۔ تنظیم کاری کا سلسہ لاء باہر تھا، کوئی موضوع یا سیاسی حوالے سے جب سکول کالج میں نہیں ہو گا۔ تب ایجوکیشن ٹھیک ہو گا۔ تب بچوں کا توجہ ایجوکیشن پر ہو گا۔ تو جو بھی ادارے اُس وقت انہوں نے بنائے اُس میں کسی بھی چاہے وہ بنانے والے چاہیے تعمیر نو بنانے والے جس بھی سیاسی نظریے یا سیاسی نقطہ نظر سے اُن کا تعلق ہو یا اُن کی ہمدردیاں ہوں وہ ایک الگ بات ہے۔ لیکن اُس ادارے کے اندر کسی بھی قسم کا تاثر اُن کے لیکھر سے اُن کے کورس یا معاملات سے یا ٹھپڑ سے یا اُن کے خود سے کسی بھی طرح کا کوئی بھی، کسی سیاسی یا مذہبی حوالے سے۔ کسی طرف کا وہ نہیں ہوتا تھا۔ میں خود اُس ادارے کا طالب علم رہا ہوں لہذا ہم اس عظیم انسان کی اس کارکردگی کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ اور اس طرح کے عظیم انسانوں کیلئے ہم تو یہ کہتے ہیں کہ سی ایم صاحب ابھی بیٹھے ہوئے ہیں وزیر اعلیٰ اگر توجہ دے دیں ایسے انسانوں کیلئے کوئی یادگار اس صوبے میں کوئی اُن کے نام سے منسوب کوئی ایسی ضرور کوئی چیز ہوئی چاہیے کہ اس طرح کا رجحان باقی ہمارے لوگوں میں پیدا ہو۔ کہ ایسے کام کرنے والوں کو ہی اسمبلی میں اس ملک میں اس گورنمنٹ میں اہمیت دی جاتی ہے، عزت دی جاتی ہے اور یہ فخر کی بات ہے، تاکہ ایسے رجیانات ہوں اُن کے نام سے اُن کی عزت کیلئے ضرور میں سمجھتا ہوں۔ بہت شکریہ۔

میڈم اسپیکر: thank you۔ یقیناً یہ ایک تعزیتی قرارداد بہت اہمیت کی حامل تھی۔ اور وہ ایک ایسی شخصیات تھیں اور جس پر ہمارے تمام ممبران نے بہت ہی خوبصورت الفاظ کہیں۔ میں خود اُن سے بہت دفعہ ملی ہوں اور میرے لئے ایک۔ جب میں نے اُن کی death کی news سنی تو میں بہت زیادہ غمزادہ ہوئی۔ ہر ایک کی

death کے حوالے سے ہمیں تکلیف ہوتی ہے لیکن یہ عجیب سا pain تھا کیونکہ جو فضل حق میر صاحب تھے وہ ایک، اُنکے لئے الفاظ نہیں ہیں میرے پاس کہ وہ ایک ایسی شخصیات تھے۔ جو اپنے آج میں کہتی ہوں اپنی شخصیت میں پوری تاریخ چھوڑ گئے ہیں اگر ان پر کوئی thesis کیا جائے تو وہ بھی کم ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ جس طرح سے مجیب الرحمن حسنی نے کہا کہ میں اُن کا student ہوں ہر جگہ اُن کے student نظر آئیں گے اور یقیناً تعلیم کا شعبہ جو ہے وہ ایک بہت بڑی شخصیت سے محروم ہوا ہے شاید ہم میں سے بہت سوں کو اس کا ادراک نہ ہو۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ انہوں نے پوری زندگی اس سسٹم کو دی ہے وہ ہمیں وقت کے ساتھ ساتھ آہستہ آہستہ اندازہ ہو گا کہ ہم نے کس شخص کو loss کیا ہے۔ میں اکثر بھی اگر عوام، بچے ہوتے ہیں، لوگ ہوتے ہیں ہم سے رابطہ کرتے ہیں اُن کو admission کیلئے فون کرتی تھی تو وہ کہتے تھے کہ میڈم آپ کی بڑی respect ہے لیکن جو میرٹ ہے وہ میرٹ ہے۔ تو یہ ایک چیز جو ہے وہ بہت۔ میں اُن کی honesty اور اُن کے admiration کیلئے ہوں بڑی admiration کرتی ہوں بڑی fluid شخصیت تھی میں سمجھتی ہوں کہ کاش ہم انسانوں کے loss کو سمجھ سکیں۔ irrespectively کہ وہ کس مذہب سے تھے، کس قوم سے تھے، وہ اس کے loss کو ہم سمجھ سکیں کہ ہماری سوسائٹی نے کیا کھویا ہے۔ اور میں سمجھتی ہوں کہ ہم انسانوں کی تدریان کی زندگی میں کریں تو میرے خیال میں یہ سب سے بڑی بات ہے اور وہی سوسائٹی زندہ سمجھی جاتی ہے جو زندہ رہتے ہوئے اُن انسانوں کی قدر کر سکیں۔ میں بھی ایوان سے پوچھتی ہوں کہ کیا۔ جی۔ قائد ایوان صاحب بات کرنا چاہرے ہے ہیں۔

میر عبدالقدوس بن بنجود (قائد ایوان): جی اس تحریک پر بولنا چاہتا ہوں۔ شکریہ میڈم اپسیکر! میں مذہر ت کرتا ہوں میں late اسلئے ہو گیا کہ دونوں راستے بند تھے چوک پر۔ ایک اس طرف واقعہ ہوا تھا، بنگلوری قبائل کے درمیان میں، دوسرا اُس طرف special persons نے وہاں راستے بند کیا تھا تو دونوں کے حوالے سے وہاں میٹنگ بھی چل رہی تھی اور ساتھ ہی یہاں۔ یہ مائیک کے پیسے بھی ہم نے دے دیئے۔ ایک تو یہ special persons کا مسئلہ چل رہا تھا تو میں وہاں روک گیا اُن کے ساتھ بھی میں نے بات چیت کی۔ میں نے کہا ضرورت نہیں اُن کے سارے ہم نے کام کر دیئے تھے special persons کا جو کوئی implement نہیں ہو رہا تھا اور دوسرا وہ تو possible نہیں تھا کہ ڈیپارٹمنٹ نہیں کر رہے تھے تو اُن کے لئے ایک اپسیل پیکچر رکھ دیا ہے کہ آپ لوگوں کو اپسیل الاؤنس دے دیں گے جب تک آپ لوگوں کی گزر بسر ہو جائے۔ تو یہ قرارداد بہت ہی اہمیت کی حامل ہے جس طرح باقی ہمارے دوستوں نے کہا اسی طرح میں بھی اس کا شاگرد ہا ہوں اور سکول اور کالج دونوں میں نے تعمیر نو کالج سے کیا ہے، تو میرے لئے بہت محترم اور بہت بڑے اثاثے تھے پورا بلوچستان کے لوگوں کے لئے، ساتھ ساتھ

میرے لئے بھی بہت بڑے اثاثے تھے اور میں بہت respect بھی کرتا تھا ایسے لوگ صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ جس نے بلوجستان میں ایجوکیشن سسٹم کو بہتر کرنے میں جس طرح کردار ادا کیا اور اُس نے جس طرح آپ نے کہا کہ ہم زندہ لوگوں کا اگر قدر کریں ہماری توبہ بخختی یہ ہوتی ہے کہ جو چلا جاتا ہے پھر ہم اُس میں کہہ دیتے ہیں کہ بہت اچھا انسان تھا لیکن اس نے اپنی زندگی میں اپنا قادر بڑھا دیا تھا اور اہمیت بڑھا دی تھی۔ ہر بندہ اس کی عزت کرتا تھا ہر بندہ جو بات کر لیتا تھا وہ سمجھتے تھے کہ وہ اُس کی بات صحیح ہے اور اُس کو اہمیت دیتے تھے اور بہت بڑا باب بند ہو گیا اور ایک بہت بڑی شخصیت ہم سے جدا ہو گئی۔ اللدان کی مغفرت کرے۔ میں نے کہا کہ میرا اُستاد بھی تھا اور میں اُس کے ساتھ بہت رہا ہوں میں نے کہا کہ میں بھی اُس میں کچھ الفاظ بولوں۔ انہی الفاظ کے ساتھ شکر یہ میڈم۔

شیخ جعفر خان مندو خیل (وزیر راست و کوآپریٹور) میں سمجھتا ہوں کہ فضل حق میر صاحب جیسی شخصیت بلوجستان کی تاریخ میں آج تک پیدا نہیں ہوئی۔ جن کی خدمات تعلیم کیلئے تھیں۔ بلکہ بلوجستان میں تو میں سمجھتا ہوں کہ کوئی ٹرست کے لیوں کے اوپر کوئی بھی ایجوکیشن سکول نہیں ہے۔ کوئی میں ایک اسلامیہ سکول ہے وہ بھی اچھا بڑا اسکول ہے اور ایک یہ تعمیر نو کا سلسلہ ہے جو انہوں نے بنائی اور اُس کی زندگی میں جب 1990ء سے میں ایجوکیشن منسٹر تھا ایک تعلق اور ایک ترتیب رہی ہے، ہمیشہ میرٹ کو اُس نے اپنایا ہے اور جو بھی کیا ہے اس نے گورنمنٹ کی مدد کی ہے۔ ہم لوگوں کا جو کتنا بڑا بجٹ ہماری ایجوکیشن کا ہے اُس میں آج تک ہم کامیاب نہیں ہو سکے کہ کوئی کوائی ایجوکیشن لوگوں کو دیں لیکن ماشاء اللدان کے سکول جو تھے انہوں نے میرٹ کا بھی خیال رکھا۔ اور تعلیمی میدان میں اُن کی جو کارکردگی ہے میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اُس کے مقابلے کا کوئی آدمی پیدا ہوا ہے last 60 سال تک خدمت کرتے رہے year 77 میں حالانکہ last day 60 سال میں کوئی ریٹائرمنٹ لے لیتا ہے چلو دیا تین سال کام کر لیتے پھر کہتے ہیں کہ تھک گیا ہوں لیکن وہ last day تک اس ٹرست کا سربراہ رہا اور انہوں نے اُسی طرح جاری رکھا۔ خدا کرے اُن کا یہ سسٹم اُن کی موت کے بعد بھی اسی طرح جاری رہے ہماری ہر مدد چاہے وہ complex بنارہے تھے اُس پر بھی مدد ہم لوگوں نے اُس کو کی چاہے میں ایجوکیشن منسٹر تھا اُس وقت اسی تعمیر نو کا لمحہ کیلئے میرے ساتھ جو ایک ایجوکیشن میں پرائیویٹ سکولز کیلئے جو گرانٹ تھی اُسکا fifty percent تعمیر نو کو میں نے دیا۔ اور دوسرے گھوست سکولوں کو ہم لوگوں نے کاٹ کر کے اس طرح دے دیا تھا۔ اور جو آج کام بھی آرہے ہیں میں نے اسٹیڈیم کیلئے دیکھا آج تک اسٹیڈیم بنانا ہوا ہے، گرین ہے، اُن کی خدمات میں سمجھتا ہوں سب سے زیادہ ہیں۔ اور ساری اسٹیڈیم اُن کو endorse کر رہی ہے یہ خدمات کیلئے اللدان کے بعد بھی اس کا سسٹم کو اسی طرح چلاتا رہے۔

میڈم اسپیکر: جی ڈاکٹر عبدالمالک بلوج صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: میں پہلے ہاتھ کھڑا کر چکا تھا۔ سی ایم صاحب کے بعد ہمیں نہیں بولنا چاہیے تھا لیکن چونکہ ایک important قرارداد ہے۔ میں اپنی پارٹی کی طرف سے اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ جو contributions ہیں فضل حق میر صاحب نے۔ میں ذاتی طور سے اُس سے بھی کافی واقف رہا ہوں آدمی تھا۔ ایک committed انسان تھا۔ ایماندار انسان تھا اور اُس نے بلوچستان میں جو پرائیویٹ سیکٹر کو اُس کے ساتھ اور بھی بہت سے لوگ تھے لیکن اُس کی contributions بہت میں سمجھتا ہوں کہ شاہدہ بی بی نے یہ جو قرارداد لائی ہے ہم اس کی حمایت کرتے ہیں اور مرحوم کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: جی۔ میں سمجھتی ہوں میں ایک suggestion قائد ایوان کو دینا چاہتی ہوں۔ سی ایم صاحب آپ کی توجہ درکار ہے چونکہ میرے علم میں نہیں ہے میں چاہتی ہوں آپ اگر next civil award کیلئے بھی نامزد کریں۔ ہمارے جو فضل حق میر صاحب اُس کو ان کیلئے بھی نامزد کریں تو ہمیں خوشی ہو گی۔ آیا تعزیتی قرارداد منظور کی جائے۔ تعزیتی قرارداد منظور ہوئی۔

میڈم اسپیکر: ابھی ہم، چونکہ قائد ایوان تشریف لا چکے ہیں میں انکا جو مسودہ ہے بلوچستان سرکاری خجی شرکت داری کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 15 مصدرہ 2018ء) کا ایوان میں پیش کیا جانا۔ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات! بلوچستان سرکاری خجی شرکت داری کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 15 مصدرہ 2018ء) پیش کریں۔

قائد ایوان: میں وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، بلوچستان سرکاری خجی شرکت داری کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 15 مصدرہ 2018ء) پیش کرتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: بلوچستان سرکاری خجی شرکت داری کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 15 مصدرہ 2018ء) پیش ہوا۔ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات! بلوچستان سرکاری خجی شرکت داری کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 15 مصدرہ 2018ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

قائد ایوان: میں وزیر منصوبہ بندی و ترقیات تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان سرکاری خجی شرکت داری کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 15 مصدرہ 2018ء) کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کا مرجع 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے مقتضیات سے مستثنی قرار دیا جائے۔

آغا سید لیاقت علی: مادام اسپیکر۔

میڈم اسپیکر: ایک منٹ پہلے میں پوچھ لوں پھر آپ بتائیے گا۔

تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان سرکاری نجی شرکت داری کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 15 مصدرہ 2018ء) کو بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد و انصباط کا مردیہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے مقتضیات سے exempt قرار دیا جائے؟۔ جی آغا صاحب! یہ کچھ بات کرنا چاہتے ہیں۔

آغا سید لیاقت علی: میری اس سلسلے میں یہ گزارش ہے کہ یہ چونکہ بہت بڑا بل ہے۔ اور یہ آیا ہے، اسکو کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ ہم اسکو examine کر سکیں کہ یہ کس purpose کے لیے لایا گیا ہے۔ اسیں تو کچھ بھی درج نہیں ہے۔ تو میری اس سلسلے میں ہاؤس سے یہ گزارش ہے کہ یہ بل جو ہے کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور کمیٹی پھر اس پر غور کرے۔

میڈم اسپیکر: جی قائد ایوان!

قائد ایوان: میڈم! یہ بہت important بل ہے۔ اسیں مسئلہ یہ ہے کہ بہت پہلے ہونا چاہیے تھا، ابھی تک باقی صوبوں نے تقریباً تین چار سال پہلے انہوں نے کر لیے تھے۔ یہ ہمارا بھی تک پرائیوریٹ پائزرسپ کا بل پاس نہیں ہوا تھا۔ ابھی ہم نے اسکو recently وہ کیا ہے۔ میں ایوان سے request کرتا ہوں کہ اسکو میرے خیال میں کمیٹی کی بجائے، کیونکہ بہت سارے سی پیک کے حوالے سے منصوبے ہیں، جس کی وجہ سے ہمیں اسکی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ تو میں ایوان سے request کرتا ہوں کہ اسکو مشتمل قرار دیں۔

میڈم اسپیکر: جی ڈاکٹر عبدالمالک بلوج صاحب!

ڈاکٹر عبدالمالک بلوج: میڈم! ایم کہہ رہا ہے ہمارے لیے انتہائی اہم ہے۔ لیکن چونکہ ایک business ہے۔ اگر ہم Business should go according to the Rules of Procedures بل کو، کیونکہ اس بل کو آپ نے ہمیں دیا۔ ہمارے لیے سی ایم صاحب بہت قابل احترام ہیں۔ بیشک کل کمیٹی کو یہی next دیں، میں جتنا جلد ہو سکے اسی میں کا اجلاس بلا کے منظور کریں۔ لیکن جو procedure ہے کیونکہ ابھی تک ہم اس پر convince نہیں ہیں کہ بلوچستان میں کیا چیزیں ہیں جو public private partnership میں cold storage auction پر auction کر جانا چاہتے ہیں۔ میں تو دو سال تک، تین سال تک cold storage تھے، اُنکو Nobody was ready to take over these projects۔ تو میں سی ایم صاحب سے رہا تھا۔ گزارش کرتا ہوں، آپ کی رائے ہمارے لیے انتہائی قابل احترام ہے۔ لیکن Let the procedure to explore کر لیں کہ اسی میں کیا کیا ہیں۔ واقعی procedure میں جائے، اسی میں تھوڑا سا go۔ یہ procedure میں جائے، اسی میں بلوچستان میں کیا کیا ہیں۔

بغیر پرائیویٹ پائزشپ کے چلتے بھی نہیں ہیں۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ اُس کو کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔

میڈم اپیکر: چونکہ اس کی بابت تھوڑی سی contradiction آچکی ہے، میں ایوان سے دوبارہ پوچھتی ہوں اور پھر دوبارہ، ایک تو آوازوں پر میں کروں گی کہ جو ہے، اگر نہیں ہوا تو I have to ask that raise your hands. تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان سرکاری بحثی شراکت داری کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 15 2018ء مصدرہ) کو بلوچستان اسمبلی کے قواعد و انصباط کار مجريہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 کے مقتضیات سے exempt ترقار دیا جائے؟ جوارا کین اس تحریک کے حق میں ہیں، وہ اپنے ہاتھ اٹھائیں۔

میڈم اپیکر: They raise their hands count کریں سیکریٹری صاحب!۔ جوارا کین مخالفت میں ہیں اب وہ count کریں۔ کیونکہ یہ ایسا ہے نہیں ہے۔ سیکریٹری صاحب! چونکہ میں نے خود ہی count کیے ہیں، یہ ایک طرف زیادہ آر ہے ہیں۔

وزیر چکمہ موصلات و تعمیرات: ہمارے 12 ہیں۔

میڈم اپیکر: جی وہ دوبارہ count کر رہے ہیں، recount کر رہے ہیں۔ جوارا کین اسکی حمایت میں ہیں، وہ ہاتھ کھڑا کریں۔ 09 ہیں حمایت میں۔ ایک، دو، تین، چار، پانچ، چھ، سات، آٹھ، نو، دس، گیارہ۔ ok گیارہ حمایت میں ہیں۔ جوارا کین مخالفت میں ہیں وہ ہاتھ کھڑا کریں۔ ایک، دو، تین، چار، پانچ، چھ، سات، آٹھ، نو، دس، گیارہ۔ eleven، eleven ہو چکے ہیں۔ اور قائد ایوان کی جو یہ ہے کہ اسیں بہت ایک بہت important بات یہ ہے کہ اسکو جلد از جلد کرانا چاہتے ہیں۔ سی ایم صاحب! آپکی توجہ چاہیئے۔ اسیں، میں سمجھتی ہوں، آپ سے دوبارہ ایک request ہو گی، اسیں، میں سمجھتی ہوں یہ بہت important ایک بل ہے۔ اور اسیں چونکہ ہمارا next session آنے والا ہے اور اس وقت تک یہ کمیٹی اس پر فیصلہ کر دے گی۔ اگر آپ اسیں equal position provide ہے ہیں، تو اگر آپ اسکو withdraw کرتے ہیں؟

قائد ایوان: مجیب محمد حسنی ہمارے پاس تھا، اُس نے بعد میں ہاتھ اٹھالیا۔

میڈم اپیکر: نہیں، انکو count کیا تو پھر انکے ساتھ eleven آر ہے ہیں۔

قائد ایوان: نہیں بارہ ہیں میرے خیال میں۔

میڈم اپیکر: نہیں، نہیں، eleven ہیں۔

قائد ایوان: اس میں میڈم! یہ بڑا important ہے اور ہمارے سارے کام رُ کے ہوئے ہیں۔ بہت

پہلے اسکو کرنا چاہیے تھا نہیں کیا انہوں نے۔ جس کی وجہ سے ہمیں مشکلات ہیں۔

میڈم اسپیکر: اُس میں صرف یہ ہے کہ میں انکو اس طرح کر دوں گی کل اس پر یہ بات بھی نہ آئے کہ کل، ہم اسکو next session تک کریں گے۔ کمیٹی کو پابند کریں گے۔

قائد ایوان: میرے خیال میں میڈم! ہم نے اس کو ساری departments سے vet بھی کروادیں ساری چیزیں۔ میرے خیال میں اسکو پاس کرنا چاہیے۔

میڈم اسپیکر: جی. جی، میں صرف آپ کو ایک advise کر رہی ہوں کہ جو next session آئے گا اُس وقت تک کمیٹی کو پابند کریں گے کہ پندرہ، سولہ تاریخ تک اسکو کر دیں۔ کیونکہ پھر انہیں آپ کو reservations پھر نہیں ملیں گے۔

قائد ایوان: اس میں یہ ہے کہ باقی صوبے بہت آگے نکل چکے ہیں۔ اس میں ہم بہت پچھے ہیں۔ تو ہمارے سارے pending کام پڑے ہوئے ہیں، جو بہت پہلے ہونے چاہیے تھے، لیکن نہیں ہوئے۔ میرے خیال میں ایسا کوئی نہیں ہے، میں ہاؤس سے request کرتا ہوں کہ وہ kindly اس پر، اتنی بڑی چیز نہیں ہے اسکو آگے۔۔۔ (مدخلت)

آغا سید یاقوت علی: میری قائد ایوان سے گزارش ہے۔

میڈم اسپیکر: نہیں، ابھی اس پر بات نہیں کریں۔ پہلے صرف admission کر لیں، دیکھ لیتے ہیں اُس میں۔ تو قائد ایوان صاحب! آپ انہیں سمجھتے ہیں کہ اسکو کمیٹی کے حوالے کر کے، آپ کو ذرا زیادہ فائدہ مل جائے گا۔ زیادہ لوگوں کی رائے آپ کو مل جائے گی۔

قائد ایوان: میں یہی چاہتا ہوں کہ ہاؤس کے۔ ویسے تو بعد میں کمیٹی میں جا کے واپس کرنا ہے، ویسے بھی یہ جو قانون ہے انہیں کوئی کوئی special ایسی چیز نہیں ہے جو مجھے personally سمجھتی ہے۔ وہ بعد میں بھی ہو جائے گا۔ میں ہاؤس سے request کرتا ہوں کہ اسکو اگر اسی میں پاس کر دیں، تو بہتر ہے۔

میڈم اسپیکر: ہاؤس کی زیادہ sense اس طرف جا رہی ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ چونکہ میری اُس پر آرہا ہے۔ اور میں، چونکہ تحریک کی کو equal کی رائے آئی ہے۔

قائد ایوان: برابر ہو گئے ہیں ٹاس کرتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: میں اسلئے چاہ رہی ہوں سی ایم صاحب! آپ کو ایک صحیح بتا دوں، کیونکہ یہ consensus کے ساتھ آپ کے پاس آئے گا۔ تو بعد میں آپ کو اسکے لیے مشکل نہیں ہوگی۔ کمیٹی میں آپ کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جب

آئے گا تو بہت بہترین صورتحال سامنے آئے گی۔ تو میں یا ایک advise آپ کو دینا چاہی تھی۔ اسی میں آپ کو next ایک اچھی رائے ملے گی۔

قائد ایون: میری پوری ہاؤس سے request ہے اگر اس میں ساتھ دیتے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: قائد ایون کی باتیں ہماری سر آنکھوں پر لیکن یہ روڑ آف پرو سیجر کا مسئلہ ہے۔

قائد ایون: بہت سارے پہلے بھی ہاؤس نے اجازت دی ہے۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: We can't relax the rules of business specially

on Legislation اس میں ہم rules of business کو relax نہیں کریں گے۔

میڈم اسپیکر: نہیں exemption کی تو وہ request کر سکتے ہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: ہم آپ سے یہ request کر رہے ہیں جو ایک Legislation بن رہا ہے۔ یہ ایک نئی چیز ہے۔ let the Members public private partnership پر explore کر لیں کہ آئمیں ہے کیا؟ اس میں ہماری آپ سے request ہے۔ پیشک آپ دس دن کے بعد اسمبلی بلائیں ہم آجائیں گے۔

قائد ایون: دوستوں سے پہلی دفعہ اجازت مانگی گئی ہے۔ میرے خیال میں ہمیں جب بھی ضرورت ہوا ہے، ہاؤس سے اجازت مانگی ہے اور ہاؤس نے اجازت دی ہے۔ ڈاکٹر مالک صاحب کی حکومت میں بھی کئی کوئی دفعہ ہم نے کمیٹی میں بھیجے بغیر بھی کر لیے ہیں، جو ضرورت کے مطابق جو چیزیں ہوتی تھیں۔

میڈم اسپیکر: چونکہ آئمیں equal رائے آگئی ہے۔ اور میں ذاتی طور پر بھی صحیح ہوں کہ یہ جو ہمارا مسودہ قانون ہے، یہ بہت اہم ہے۔ اور اس پر تمام لوگوں کی رائے مل کر آئے گی۔ تو میں اپنے اسکے تحت، لہذا آئمیں کے آرٹیکل 55 کے تحت میں casting vote کا استعمال کرتی ہوں، میں مذکورہ مسودہ قانون کو متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کرتی ہوں۔

میڈم اسپیکر: جی ڈاکٹر رقیہ سعید ہاشمی صاحب، محترمہ شاہدہ رووف صاحبہ اور محترمہ عارفہ صدیق صاحبہ میں سے کوئی محکمہ اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 116 پیش کریں۔

محترمہ عارفہ صدیق: ہرگاہ کہ PSL ٹورنامنٹ ایک اچھا قومی event ہے جس کا مقصد عوام کے لئے تفریحی سہولیات کی فراہمی کے ساتھ ساتھ ملکی سطح پر کرکٹ کے کھیل کو فروغ دینا ہے اس مقصد کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ ہر شہر کے نام سے منسوب کر کٹ ٹیم میں اس شہر کے کھلاڑیوں کو شامل کیا جاتا ہے لیکن عملاً ایسا نہیں ہے

خصوصاً کوئئے گلیڈ یٹیم میں کوئی مقامی کھلاڑی شامل نہیں کیا گیا ہے لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ پاکستان کرکٹ بورڈ کے ذریعے تمام ٹیموں کے سپانسرز کو پابند کرے کہ وہ ہر شہر کے نام سے منسوب ٹیم میں 30 سے 40 فیصد مقامی کھلاڑیوں کو accommodate کرے تاکہ ایونٹ کے اصل مقاصد حاصل کئے جاسکیں۔

میڈم اپسیکر: مشرکہ قرارداد نمبر 116 پیش ہوئی۔ کیا محکمین میں سے کوئی ایک محکمہ اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 116 کی admissibility وضاحت فرمائیں گی۔ جی عارفہ صاحب!

محترمہ عارفہ صدیق: شکریہ میڈم اپسیکر! PSL ملک اور کرکٹ کے حوالے سے بہت بڑا event ہے جس کا مقصد تفتیح کے ساتھ ساتھ مقامی اور قومی سطح پر کرکٹ کے کھیل کو فروغ بھی دینا ہے۔ لیکن میڈم اپسیکر! ہر ملک میں بڑے شہروں کے نام سے مختلف ٹیمیں متعارف کرائی گئی ہیں تاکہ جو ہمارے کھلاڑی ہیں وہ international مقابلوں میں ان کو تیار کر سکیں اور مقابلہ کر سکیں لیکن عملًا ایسا نہیں ہے کوئئے گلیڈ یٹیم کے حوالے سے میں بات کروں گی کہ یہاں نام تو کوئئے گلیڈ یٹیم دیا ہے لیکن یہاں صوبے یا کوئئے کی کوئی بھی کھلاڑی اس میں شامل نہیں ہے۔ اگر شامل کیا جاتا تو ہمارے کھلاڑی بھی international مقابلوں میں حصہ لے سکیں۔ تو اس پر اُس کی ذمہ داری ہے کہ وہ سپانسرز کو پابند کرے کہ وہ اس ٹیم میں کوئئے کی کھلاڑیوں کو بھی شامل کریں۔ شکریہ میڈم اپسیکر۔

میڈم اپسیکر: جی اس پر کوئی اور بات کرنا چاہرہ ہے۔ جی شاہدہ رووف صاحب!

محترمہ شاہدہ رووف: جس طرح عارفہ صاحبہ نے بتائی کہ PSL وہ بڑا important event ہے۔ اور کھیلوں کے فروع کو appreciate کرنا بہت اچھی چیز ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ کھیلوں کے فروع کے ساتھ ساتھ کیا ہم مقامی لیول پر وہ چیزیں ان لوگوں کو دے رہے ہیں جو deserve کرتے ہیں کیا ہم PSL کے مقامی آبادی کو اُس کے advantages کے through start کرنے کا وہ یہ تھا کہ جو ہمارے مقامی players ہوا کریں گے ان کو اتنی trend کیا جائے کہ وہ انٹرنیشنل مقابلوں میں compete کر سکیں۔ لیکن unfortunately ہو یہ رہا ہے کہ تمام لیول پر اور میں اپنے کوئئے گلیڈ یٹیز کی بات کرتے ہوئے بلوچستان کو represent کرتے ہوئے یہ کوئی کہ جب کوئئے گلیڈ یٹیم کی بات آتی ہے تو ہاں ہماری کوئی بھی مقامی کھلاڑی جو ہیں اس کا حصہ نہیں ہے۔ اس قرارداد کو اس ہاؤس میں لے کے آنے کا اور منظور کرنے کا مقصد یہ تھا۔ کہ PSL کے through جو چیز ہم اپنے کھلاڑیوں کی بہتری کے لیے لاسکتے۔ اُس کو منظور کیا جائے پاکستان کرکٹ بورڈ کو یہاں سے message جانا چاہیے کہ وہ تمام sponsors جو ان

ٹیموں کو کر رہے ہوتے ہیں۔ اُن کو پابند کیا جائے کہ 30 سے 40% جو ہے وہ آپ مقامی players کو ضرور teams میں لیں، تاکہ وہ مقصد جس کا ہم ان چیزوں کو لیکر آئے تھے اُس کو حاصل کیا جاسکے۔ بہت شکر یہ۔

میڈم اسپیکر: جی سردار عبدالرحمن کھتیر ان صاحب!

سردار عبدالرحمن کھتیر ان: شکر یہ میڈم اسپیکر! یہ PSL والی قرارداد آئی ہوئی ہے ابھی گیلوںکل گیا ہے، ان کا بھائی جو سلیکشن کمیٹی پاکستان level پر کر کٹ ہے، بلوجستان کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ تو میری اُن سے گزارش ہے کہ یہاں کے talent کو ساتھ لیں۔ باقی جہاں تک PSL یا پاکستان کر کٹ بورڈ ہے totally politics ہے ہورہی ہے میڈم اسپیکر۔ پیپلز پارٹی والے آتے ہیں وہ اپنا چیئر مین لے آتے ہیں۔ نواز لیگ آتی ہے وہ اپنا چیئر مین لاتی ہے وہی دو تین آدمی ہیں، chair musical ہے، جنم سیٹھی ہے اور پیپلز پارٹی کا وہ بڑے اُس نے پرندے ورندے پالے ہوئے ہیں مجھے نام بھول گیا، ذکاء اشرف اور ایک وہ بزرگ مجھے سے زیادہ بزرگ ہے وہ۔ یہ تین آدمیوں کی musical chair چل رہی ہے اور وہ ایک دوسرے جو ہیں نہ جنم سیٹھی کو سرخاب کے پر لگے ہوئے اُس کو نگران حکومت بنے تو وہ اُس کے بعد کر کٹ بورڈ کا چیئر مین وہ پتہ نہیں ایسی کیا اُس میں شاید وہ اٹریشنل کھلاڑی رہا ہے یا اُس کو تازیادہ کر کٹ کا تجربہ ہے کہ اُس کے بغیر کر کٹ بورڈ چل ہی نہیں سکتا ہے۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ قرارداد ضروراً چھی ہے انہوں نے لائی ہے۔ amendment یہ ہو کہ کم از کم اس کو سیاست کی نظر کھیلوں کو کم از کم اکنی جان بخشی کریں۔ اب میرا خیال ہے کہ پھر جو نگران حکومت بنے گی یہ جنم سیٹھی پھر نگران وزیر اعلیٰ پنجاب ہو گا شاید ابھی تھوڑی ساتر تی کر جائے، نگران وزیر اعظم بن جائے اب اُس کا ہم تو غیر پارلیمانی لفظ ہو گئے اُس کی videos جاری ہوئی ہیں جس حالت میں وہی میں ایک بول اُس کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور جس طریقے سے پھر رہا ہوتا ہے یا جہاز سے اترتا ہے وہ جس حالت میں ہوتا ہے اب کر کٹ اُس کے رحم و کرم پر ہے تو پاکستان کی کر کٹ کا کیا حشر ہوا ہے یہ تو سب کے سامنے ہے۔ ہا کی بتاہ ہو گئی کر کٹ بتاہ ہو گئی سکواش بتاہ ہو گئی۔ اُس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ وہ اقرباً پروری اور choice پر جاری ہے ہیں۔ talent کو کوئی نہیں دیکھ رہا ہے ایک بچے کو کچھلی دفعہ PSL میں لیا تھا تو اب اُس کا نام و نشان بھی گم ہو گیا ہے۔ کچھ دن تو اُن کے والد اور بھائیوں کے انترو یو چلتے رہے، اُس کے بعد اس کو دور بین سے بھی ڈھونڈیں تو وہ نظر نہیں آ رہا ہے۔ اگر ہار جیت ہے یا اچھا کھیل ہے تو سب کے سب ہم نے لا ہو رہیں میڈم اسپیکر! ان کو سب کو دیکھا ہے کہ کھڑکی کو ہمارا ایک دوست ہے اُس کے گھر پر ڈیرے ہوتے ہیں۔ تو ہم نے ہر حالت position پر جس گرتے پڑتے ان کی سب چیزوں کو دیکھیں ہیں۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ اس میں جو محرك ہیں یہ amendment کریں کہ کم از کم politics اس میں نہیں ہوئی چاہئے۔

جائزیں اور بلوچستان سے آجائیں جیسے سپریم کورٹ کا president ہوتا ہے ایک دفعہ بلوچستان پھر سندھ پھر صوبہ KPK اور پھر پنجاب اسی طریقے یہ چیز بھی ہونی چاہیے ایک لاہور کا، ہمیشہ لاہور پر بارش ہو رہی ہے کہ کڑبھی اُس نے منتخب کرنے ہیں کسی کو نکلنا بھی ہے اُس کو گرفتار بھی کرنا ہے کیس بھی آپس پر بنانے ہیں اور PSL بھی اُس نے کرنا ہے۔ پاکستان کرکٹ بورڈ بھی اُس نے چلانا ہے اربوں روپے کا فنڈ ہے اُس کے پاس وہ all in ہے۔ اُس کو کوئی پوچھنے والا ہی نہیں ہے۔ وہ Friday Time میں پہلے لکھتا تھا۔ تو ہم جان جمالی، ہم تو ناٹ کے اوپر پڑے ہیں ہم کو تو انگریزی اتنی نہیں آتی تھی۔ وہ جان جمالی ہمیں اُس خوشنود سنگھ کے لیے اُس Friday Time سے نکال کر سنا تھا۔ اور محض میں چلاتا تھا۔ پھر ابھی بیک گرا و نڈ تو میں کیا اُس کا بتاؤں، گزارش یہ ہے کہ اس میں تھوڑی سی amendment لا کیں، یہ جو چیز میں بنائے جاتے ہیں۔ مہربانی کر کے اس میں talent لا لی جائے اور اس کو amend کر دیں۔ thank you.

میدم اسپیکر: میں ایوان سے پوچھ لیتی ہوں۔ amendment کا سردار صاحب بعد میں الگ سے لے آئیں گے وہ ایک topic ہے۔ آیا مشترکہ قرارداد نمبر 116 منظور کی جائے؟ منظور ہوئی۔

محترمہ ڈاکٹر رفیقہ سعید ہاشمی صاحبہ، مشیر خزانہ، محترمہ عارفہ صدیق صاحبہ، ڈاکٹر اسحاق صاحبہ اور محترمہ حسن بانور خشانی صاحبہ ارکین اسمبلی میں سے کوئی ایک محترکہ اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 117 پیش کریں۔ جی حسن بانور صاحبہ۔

محترمہ حسن بانور خشانی: بہت شکریہ میدم اسپیکر! ہرگاہ کہ یہ بات روزروشن کی طرح سب پر عیاں ہے کہ پاکستان ٹیلیویژن کا روپریشن ملک کا سب سے بڑا انتربیلی ادارہ ہے۔ جو اپنے مختلف چینلز کے معیاری پروگراموں کی بدولت آج بھی ہر گھر میں شوق سے دیکھا جاتا ہے۔ جبکہ اس کے برعکس مغربی میڈیا کی لیغ اس سب پر بالخصوص بچوں پر انتہائی بُرے اثرات مرتب کر رہا ہے۔ جسکی وجہ سے ہماری آنے والی نسل اپنے مذہب طور طریقوں، رسم و رواج اور آداب سے روز بروز دور ہوتی جا رہی ہیں، لہذا یہ ضروری ہے کہ پاکستان ٹیلیویژن ملک کے بچوں کے لیے پیٹی وی کڈز کے نام کردار بچوں پر مشتمل ہونی چاہیے۔ تاکہ بچوں کی بہتر تربیت، نشوونما میں خاطرخواہ مدل سکے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ بچوں کی بہتر تربیت اور نشوونما میں سدھار لانے کے سلسلے میں قومی تشریعی ادارہ کو اس بات کا پابند کرے کہ وہ پیٹی وی کڈز کے نام سے ایک نیا چینل متعارف کرانے کو یقینی بنائے۔

میدم اسپیکر: مشترکہ قرارداد نمبر 117 پیش ہوئی۔ کیا محکمین میں سے کوئی ایک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 117 کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے۔ جی ڈاکٹر اسحاق صاحبہ۔

ڈاکٹر شعاع الحق بلوچ: thank you میڈم اسپیکر! چونکہ یہ ایک بہت ہی اہم قرارداد ہے اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہمارے جو بچے ہیں، ان کے لیے کوئی ایسا چیز نہیں ہے کہ وہ بیٹھ کے دیکھ پا سکیں۔ گیونکہ جب بھی بچے TV کھولتے ہیں یا تو horrors کے لیے چل رہے ہوتے ہیں۔ یا پھر مختلف قسم کی کارٹون چل رہے ہوتے ہیں اس سے پہلے جو دور ایسا بھی تھا ہمارے ایک پارٹیمنٹ کے میر تھے۔ میں ان کا نام نہیں لوں گی ان کے بچے کارٹون دیکھتے دیکھتے کمرے میں بند ہو گئے تھے۔ پھر انہوں نے کارٹون جیسے حرکتیں کرنا شروع کر دی تھیں۔ اور ہمارے بچے آیا جو گھر میں بھی اگر ہم دیکھتے ہیں تو وہ گھروں میں بھی Doraemom اور اکثر یہ کہتے ہیں کہ ہمیں ڈورا کے بیٹھ چاہئے ڈوری موم چاہئے۔ یہ مطلب اس قسم کے جو لفظ ہیں جو shirt use ہوتے ہیں، پلیٹیں use ہوتی ہیں، جو spoons even use ہوتے ہیں۔ جو کھانے کی خرد نوش کی چیزیں ہیں وہ بھی انہوں ہی کارٹون سے مسلک چیزیں ہیں جو وہ use کرتے ہیں۔ تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ اگر ان کے لیے کوئی مخصوص چیزیں ہو جس طرح۔ پیٹی وی اگر بچوں کے لیے KIDS کے پروگرام شروع کر دیں۔ اور پھر بچے چیزیں لگا کے ان کو دیکھیں۔ تو میرے خیال میں بچوں کے لیے وہ horrors ہیں، horrors سے ہٹ کے اور اس طرح کی جو دوسرے کارٹون چیزیں سے ہٹ کے ایک ایسا چیزیں لا یا جائے جس میں بچوں کو تفریح فراہم کیا جاسکے۔ بچے جو ہیں اور بہت کچھ دیکھ پائیں گے۔ اب horror مسئلہ ایک یہ ہوتا ہے۔ بچوں کو بڑے دلچسپ لگتے ہیں۔ وہ دیکھ لیتے ہیں اور پھر رات کو وہ اٹھنے کے لیے بھی اپنے parents کو آواز دیتے ہیں۔ یا کہیں جاتے ہیں تو چیختے چلاتے ہوئے واپس آ جاتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں ایک اچھی قرارداد ہے اسے ہمیں منظور کرنا چاہیے اور یہ ہمارے بچوں کے لیے اور آگے آنے والی نسلوں کے لیے بھی ایک اچھی PTV KIDS کے نام سے ڈرامے نشر ہوں گے۔ تو میں سمجھتی ہوں کہ اسکو ہمیں منظور کرنا چاہیے۔

میڈم اسپیکر: ok۔ جی۔ مشترکہ قرارداد نمبر 117 پیش ہوئی۔ آیا مشترکہ قرارداد نمبر 117 منظور کی جائے؟ مشترکہ قرارداد نمبر 117 منظور ہوئی۔

وزیر تعلیم قواعد و انصباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر (1) 98 کے تحت مسودہ قانون 2018ء، (مسودہ قانون نمبر 17 مصدرہ 2018ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔ چونکہ وزیر تعلیم نہیں ہے، تو وزیر صحت ہیں جناب عبدالماجد ابرڑ و صاحب پیش کریں گے۔

وزیر صحت: میں میر عبدالماجد ابرڑ، وزیر صحت، وزیر تعلیم کی جانب سے قواعد و انصباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر (1) 98 کے تحت مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 17 مصدرہ

2018ء) کی بابت تحریک پیش کرتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 17 مسودہ 2018ء) کی بابت تحریک پیش ہوئی۔ آیا تحریک منظور کی جائے؟

آغا سید لیاقت علی: میڈم اسپیکر!

میڈم اسپیکر: جی؟

آغا سید لیاقت علی: اس کو بھی کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

میڈم اسپیکر: نہیں جی! یہ آپ سمجھنیں رہے ہیں، یہ کمیٹی سے ہو کر یہاں آیا ہے۔ آغالیافت صاحب! یہ

withdrawal ہے جو انجینئرنگ یونیورسٹی کا مل ہے، گورنمنٹ withdraw کر رہی ہے۔

آغا سید لیاقت علی: اچھا۔

میڈم اسپیکر: جی ہاں۔ آیا تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ لہذا قاعدہ انصباط کا رکام بلوچستان صوبائی

اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر (1) 98 تحت بلوچستان یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹکنالوجی خضدار کا مسودہ

قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 17 مصدرہ 2018ء) کو واپس لینے کی اجازت دی جاتی ہے۔ یہاں

میں نے اپنی last ارولنگ دی تھی، بل کے بارے میں شرکت داری کے اسمیں، ساتھ میں یہ بھی رولنگ دیتی ہوں

کہ میں ایک ہفتے کا time P&D کمیٹی کو کیونکہ یہ بہت important بل ہے۔ اور میں چاہتی ہوں

کہ daily basis پر اس کمیٹی کی میٹنگ ہو۔ اور اس میں جلد از جلد اپنی رپورٹ دیں، اس کمیٹی کے حوالے

سے۔ جی آغالیافت صاحب۔

آغا سید لیاقت علی: میڈم اسپیکر! اس میں میری ایک گزارش ہے کہ اس کمیٹی میں ہمارا بھی ایک آدمی ہو، جو اس

کمیٹی کو جانتا ہو جی۔ تاکہ وہ اس پر کم از کم یہ تو بتاسکے کہ یہ کس مقصد کے لیے اور کس purpose کے لیے بن رہی ہی

ہے؟ اور وہ کمیٹی میں یہ پوچھ سکے۔

میڈم اسپیکر: جی میں اس میں شامل کر دوں گی۔ پہلے ایک دفعہ ہم کمیٹی کے ممبران کو دیکھ لیں۔ کمیٹی کے ممبران

کون ہیں۔ اور پھر اسکے بعد۔

آغا سید لیاقت علی: ٹھیک ہے۔

میڈم اسپیکر: جی آپ آغالیافت صاحب! آپ خود ہیں اس میں۔ جی ہاں۔

میڈم اسپیکر: جی ڈاکٹر شمع احراق صاحب!

You are on point of order.

ڈاکٹر شعاع الحق بلوچ: thank you میڈم اپسیکر! چونکہ میری ابھی رحمت صالح اور حاجی اسلام سے بات ہوئی ٹیلیفون پر ان سے یہ پتہ چلا کہ جو پنجگور میں حالیہ دور میں ابھی یہاں نہ منسٹر ایجوکیشن ہے، نہ سیکرٹری ایجوکیشن شاید بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کے نوٹس میں یہ لانا چاہتے ہیں کہ دھڑا دھڑ پنجگور میں جتنے بھی ٹیچرز تھے ان کو ٹرانسفر کیا جا رہا ہے۔ مطلب کہ جو اچھے ٹیچرز اور قابل اعتماد تھے جس طرح آج ہم بلوچستان کے لیے روتے ہیں کہ جو بلوچستان کے ساتھ ہوا تھا اب انہوں نے کیا کیا ہے کہ وہاں پنجگور میں جتنے بھی قابل اعتبار اور جو کہ برسوں سے پڑھاتے چلے آ رہے ہیں بچوں اور بڑوں کا اعتماد parents کا اعتماد نہیں transfer کیا جا رہا ہے۔ اور یہ سلسلہ نہ بند ہونے والا سلسلہ شروع ہوا ہے۔ تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہاں سیکرٹری صاحب تو تشریف نہیں رکھتے ہیں، میں ان کے نوٹس میں یہ لانا چاہتی ہوں کہ کم از کم بلوچستان ایک ایسے دورا ہے پر کھڑا ہے کہ ہمیں جہاں تعلیم کی ضرورت ہے ہمیں جہاں ہیلینگلی ضرورت ہے ہمیں جہاں اپنے بچوں کو صاف پانی دینے کی ضرورت ہے۔ ہم ان چیزوں کے لیے پریشان ہیں، ہم ان چیزوں کے لیے رور ہے ہیں۔ اور آج اگر ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اگر ہم اچھے ٹیچرز کو یہاں سے ٹرانسفر کریں گے تو پھر کون ان کی جگہ لے پائے گا۔ میں اپنی گاؤں کی مثال آپ کو دیوں، ہمارا گاؤں خاران سے کوئی 50-60 کلومیٹر دور لجے ہے۔ جہاں بہت اچھے ٹیچرز پڑھا رہے تھے۔ جو کہ ہم سندھ سے لیکر آئے تھے پنجاب کے تھے آج ان کو بھی ٹرانسفر کر دیا ہے۔ اب میرا مقصد یہ ہے کہ کیا یہ اُس سے جڑی ہوئی ایک کڑی ہے انتخاب سے یہ جو حلقوں سے جھٹریوں ہوئی کڑی ہے کہ یہاں ہم ٹیچرز کو ٹرانسفر کر دیں۔ تاکہ ہماری آنے والی نسلیں جو ہیں پھر وہ اچھے ٹیچرز سے محروم ہوں تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ نہایت ہی اہمیت ہے point of order ہے۔

میڈم اپسیکر: ہمارے نمبر ان وہ بعد میں سی ایم صاحب سے ملیں۔ very important it,s ہو تو جسے سنا چہار ہے ہیں۔ نہیں حکومتی ارکین نہیں جو پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو کر کہتے ہیں کہ جی سی ایم صاحب busy ہیں، وہ خود ادھر تھوڑی دیر بعد ادھر سیٹ پر بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ نہ کہیں آپ لوگ please جی۔

ڈاکٹر شعاع الحق بلوچ: اور ہم تو بڑے خوش ہوئے کہ سی ایم صاحب قائد ایوان کو اس ایوان میں دیکھ کے کہ وہ آئے اور ہماری اچھی اچھی قراردادیں ہیں۔ دوسری بات پر میں اس کو appreciate کر رہی تھی کہ وہ خود اٹھ کے۔

قائد ایوان: پہلے خود کہہ رہے ہے ہوتے ہیں کہ بات نہیں کریں بعد میں جس طرح آپ نے کہا۔

میڈم اپسیکر: yes یہ میں نے خود دیکھا ہے ابھی دو ممبر زایسی طرح وہاں پہنچے۔

ڈاکٹر شعاع الحق بلوچ: ویسے بھی قائد ایوان جو ہے انہوں نے بہت سی روایات کو تھوڑ دیا ہے۔ آپ

خود XEN کے پاس آئے اس کو بھی ہم appreciate کرتے ہیں کہ ہم ایسا قائد ایوان چاہتے ہیں جو ہمیشہ سے ایسی کرسیوں پر برا جان ہو بیٹھے رہے جو کہ اپنی پرانی روایات کو ختم کر دیں جو کسی ایم اپنی کرسی سے نہیں اٹھتے تھے۔
محترمہ حسن بانور خشانی: پواسٹ آف آرڈر۔

میڈم اسپیکر: حسن بانو صاحبہ! آپ کو میں نے اجازت نہیں دی ہے بلیز آپ تشریف رکھیں the floor is پہلے وہ کمپلیٹ کر لے اس طرح نہیں ہوتا ہے دیکھیں آپ لوگ سمجھا کریں ایک بندہ بات کر رہا ہے دوسرا بغیر اجازت کے کھڑا ہو کر بات کرے۔ بلیز تشریف رکھیں۔ جی ڈاکٹر شمع اسحاق ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: thank you میڈم اسپیکر! بلوچستان میں اگر ہم بچوں کی literacy rate دیکھتے ہیں تو آپ دیکھیں کہ دن بدن گرتا جا رہا ہے ہمیں اس literacy rate کو اوپر لانے کیلئے ہمیں اس MMR کو ختم کرنے کیلئے کیا تھگ و دو کرنی چاہیے کیا جستجو کرنی چاہیے کیا کوشش کرنی چاہیے کہ ہم اس کو واپس لا سکیں۔ اگر آپ دیکھیں۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے ڈاکٹر صاحبہ آپ تقریب نہیں کر سکتے۔ ایک یکٹ پواسٹ آپ بتادیں تاکہ conclude کر لے۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: میری پھر آخری الفاظ یہی ہونگے کہ جو پنگوڑ میں حالیہ ٹرانسفر زیچروں کی دھڑک دھڑک کر دی گئی ہیں ان کو واپس کیا جائے سیکرٹری صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں اور میں ان کو گوش گزار کرنا چاہتی ہوں یہ جو حالت ہے ان کو بد سے بدترین بنانے کی کوشش نہ کی جائیں۔

میڈم اسپیکر: thank you جی حسن بانو صاحبہ! فلور آپ کے پاس ہے۔
محترمہ حسن بانور خشانی: میڈم اسپیکر صاحبہ! میری صرف دوچھوٹے پاؤنسٹ ہیں۔ ایک تو ڈاکٹر شمع قائد ایوان کی تعریف کی میں بھی ان کی تعریف کرو گئی اور ساتھ میں مسلسل تین دنوں سے انہیں لیڈریز چیمبر میں بلا رہے ہیں اپنے مسئلے discuss کرنے کے لئے لیکن وہ نہیں آ رہے۔ تو ان سے یہ بھی گزاش ہے کہ اس روایت کو بھی تھوڑی، ہمارے پاس لیڈریز چیمبر میں آئے۔ ہمارے بھی کچھ مسئلے مسائل ہیں جو اس وقت وہ بالکل بھی نہیں سُن رہے۔ دوسری بات یہ ہے پچھلے دو تین مہینے سے ایک لیڈریز وہاں بیٹھا کرتی ہے سہارا تو وہ میں فون کر سفر فراز سے ۔۔۔
میڈم اسپیکر: حُسن بانو صاحبہ! یہ چیبر کی باتیں بیہاں ڈسکس نہیں ہو سکتے جو آفیشل باتیں ہے وہ آپ بلیز چیبر میں کریں۔

محترمہ حسن بانور خشانی: خاتون کو میرے خیال میں سفر فراز صاحب نے کسی محفوظ ٹھکانے میں پہنچا دیا۔ آج کل

وہاں سے میں گزرتی ہوں مجھے پانچ سے آٹھ سال تک چھوٹے چھوٹے بچے رات کو دس، گیارہ بجے وہاں فٹ پاٹھ پر سوتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ تو میں آپ کی توسط سے قائدان کو یہ پیغام پہنچانا چاہتی ہوں کہ ان بچوں کو دیکھا جائے کہ آیا وہ کسی گینگ کے تھرو یا کسی مجبوری کے تحت ہیں تو میں آپ سے یہ گزارش کرتی ہوں۔ کہ اس ایوان کے توسط سے فوری طور پر کوئی crack down کروائیں تاکہ ان بچوں کی معلومات وہ حاصل کی جاسکے وہ بچے کسی گینگ کے تھرو آ کر بیٹھتے ہیں بھیک مانگتے ہیں پانچ سے آٹھ سال کے بچے سوتے ہوئے بھی نظر آتے ہیں۔

میڈم اسپیکر: thank you۔ سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران: میڈم اسپیکر! میں یہاں پر public importance کا ایک issue ہے اُس کو raise کرنا چاہ رہا ہوں۔ میڈم اسپیکر! یہ ہیلتھ سے related ہے۔ پہلے تو چلا ہے وہ استینٹ والا مسئلہ کیونکہ وہ کورٹ میں ہے۔ تو اُس پر میں بات نہیں کروں گا۔ اب latest scandal اُس کا یہ ہے کہ سنڈ مین پروشنل ہاپٹل میں جوان کا اسٹور ہے آپ لیش تھیڑ کیلئے gloves جس کو دستانے کہتے ہیں۔ میڈم اسپیکر! bulk میں خریدے گئے اور اُن کے rates دیکھ کر، یہ اگلے سیشن میں اُس کا میں پورا سلسہ لار رہا ہوں۔ اگر دس روپے والی چیز تھی وہ پچاس روپے میں purchase کی گئی اسی طریقے سے آپ لیش تھیڑ میں میڈیں یسن استعمال ہوتی ہے وہ کروڑوں میں ہے اور وہ expire ہو گئے ہیں gloves بھی اور اُس کی میڈیں بھی۔ تو میں سی ایم صاحب سے گزارش کروں گا منظر ہیلتھ بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ دونوں سے میری گزارش ہے کہ اس پر کیونکہ یہ پلک کا پیسہ ہے۔ ضائع ہوا ہے۔ مہربانی کر کے اس پر کمیٹی آپ ایوان کی تشکیل دیتے ہیں، اگر well and good otherwise میں سی ایم صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس کی انکوائری کا حکم دیں۔ اور ایماندار دوچار افسر جا کے MSD اور سنڈ مین پروشنل ہاپٹل کا اسٹور ہے۔ تو میڈم اسپیکر! اس کو raid کریں۔ اور اُس میں بہت ساری چیزیں ہیں میرے پاس ریکارڈ آ گیا ہے۔ کہ وہ کس طریقے سے پہلے والے میڈیں کو re-register میں چڑھایا جاتا تھا اور جس کا بھی وہ سلسہ ہے۔ تو میری سی ایم صاحب سے یہ گزارش ہے۔ کیونکہ سی ایم صاحب energetic ہیں اس وقت روڈوں تک نکلے ہوئے ہیں۔ ہر چیز پر خود جار ہے ہیں تو اس کی انکوائری کا اس ایوان میں حکم دے دیں۔ اور اچھے افسر، ایماندار افسر بہت ہیں۔ بلوچستان میں ٹینٹ ایمانداری اگر نہیں مانیں گے کہ نہیں ہیں تو ہماری کوتا ہی ہو گی۔

میڈم اسپیکر: سردار صاحب آپ کا پوائنٹ آ گیا۔ جی ڈاکٹر شمع صاحب۔

ڈاکٹر شمع اسحاق بلوچ: میڈم اسپیکر! جس طرح سردار صاحب نے کہا بالکل ایسا ہے یہ جو گینگ

ڈاکٹر ایسوی ایشن ہے جو کہ پچھلے دنوں بھی strike پر تھے۔ اور پھر انہوں نے حکومت کے کہنے پر اپنی strike ختم کی لیکن ان کے ابھی تک جو consciences تھے وہ ابھی تک as usual ایسے ہی ہیں۔ تو سی ایم صاحب بیٹھے ہیں ان کا کہنا یہ تھا کہ آج بھی casualty میں کوئی شخص چلا جائے جو کہ ضرورت کی تمام وہ چیزیں ہیں جو اُسے مہیا ہونی چاہیے first aid box میں جو چیزیں ہوتی ہیں۔ تو وہ بھی نہیں ہے اب اُس first aid box میں کیا ہوتا ہے لیکن میڈیں شوگر ٹیٹ کرنے والا instruments gloves سے بلڈ پریشر اور باتی جو ہے آسیجن سلندر وغیرہ اب ایک مریض وہاں چلا جاتا ہے۔ تو casualty میں اُس کو ایک پرچی دی جاتی ہے کہ جا کر بازار سے یہ چیزیں لے آئیں۔ آپ اپنا بلڈ فلاں لیبارٹری سے ٹیٹ کرو اور پھر ایک پرچی دی جاتی ہے جو کہ ایکسرے کروانا ہوتا ہے۔ اب ایکسرے کیلئے 500 سے لیکر 1800 last جو ہے۔ کیونکہ میں اُس ہاسپیٹ میں کام کر جکی ہوں۔ اور مجھے پتہ ہے بعض اوقات ہم کیا کرتے تھے کہ اُس مریض کو ہم خود لیکر جاتے تھے پیسے جمع کرتے تھے چندہ کرتے تھے اور اُسے لیکر جاتے تھے۔ تو صورتحال اتنی گھمیبر ہے کہ جو ڈاکٹر بیچارے strike کیا تھا انہوں نے کہا تھا کہ یہ تمام چیزیں ہمیں provide کر دیں۔ سی ایم اگر آپ ایک بار ہماری باتوں پر توجہ دے دیں۔ اسیکر صاحب آپ کی توسط سے کہ اگر سی ایم صاحب یہ بتائیں سن لیں آپریشن تھیڑ میں جو بلب ہے یہ میرے خیال میں یہ میں تین بار یہاں پر کہہ چکی ہوں تیری لیکر آ رہی ہوں کہ یہ بہت اہم point ہے جسے ہم raise کر رہے ہیں۔ کہ آپریشن تھیڑ میں بلب بھی نہیں ہے۔ Youngesters جو strike کر رہے تھے وہ اسی وجہ سے کر رہے تھے۔ کہ ہمیں تمام سہولیات دی جائیں۔ الٹا ان کی تنخوا ہیں بند کر دی۔ آپ اگر ان پر کو مراعات بھی نہیں دینگے تنخوا بھی نہیں دینگے اور جو ہاسپیٹ کی سہولتیں ہیں وہ بھی مریضوں کی نہیں میں گی تو پھر یہ جائیں تو کہاں جائیں۔

میڈم اسپیکر: ڈاکٹر صاحب آپ کا پوائنٹ آ گیا۔ جی ڈاکٹر حامد اچکزئی صاحب۔ this is last point of order

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: بڑی مہربانی میڈم اسپیکر! ہماری گورنمنٹ کی change ہونے کے بعد، سی ایم کی توجہ چاہتا ہوں۔ میں بڑا مشکور ہوں۔ کہ لوگ ان کے پاس جاتے ہیں کہ فلاں حلقت کی اسکیم پیش کروں اس کا ہو، پستال کا ہواں کو change کر کے، ”کہ میں اس سے نالیاں اور پانپ بناؤں گا“۔ میں بڑا مشکور ہوں کیبنت منسٹر کا کہ انہوں نے اس کو انکار کیا معزز ممبر چلے جاتے ہیں ابھی وہ اس لیوں پر آ گئے ہیں کہ جس طرح ڈاکٹر صاحب نے کہایا گریڈ 14 اور 15 کے ملازمین کو ٹرانسفر کر رہے ہیں۔ خاص کراچی کوئیشن میں ہمارے سیکرٹری صاحب بیٹھے ہیں۔ ان

سے میں نے شکایت کی وہ ملازمین جنہوں نے 100% کسی تعلیم کے اسکول کھول کر دے دی۔ اس سارے چار سال میں واپس ان لوگوں کو لارہے ہیں جو پچھلی گورنمنٹس میں تھے جو 80% بند تھے۔ تو میں سی ایم سے درخواست کرتا ہوں۔

میڈم اسپیکر: آپ اس طرح direct address نہ کریں۔ جب وہ جواب دیں گے۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: میں ہیلٹ منسٹر کے پاس گیا اس نے کہا یہ EDOs اور PDOs اور DDOs کے ٹرانسفر کیلئے چیف منسٹر کے directives لیکر کے آئے ہیں تو مجھے منسٹر ایجوکیشن نے کہا کہ سی ایم سے ریکوئٹکروں تاکہ وہ اپنا withdraw کر دیں میں ٹرانسفر نہیں کروں گا۔ یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں دوسرا ریکوئٹ چیف منسٹر سے ہم لوگوں نے پی ایس ڈی پیسیمیں reflect کیا ہے قلعہ عبداللہ ایک تعلیم ہے۔ as a district ہم نے وہاں ایک ریز ڈیشل کالج وہ کیا ہے کہ بینٹ نے اُس کو پاس کیا ہے۔ اسمبلی نے اُس کو پاس کیا ہے۔ ہمارے تین حلقوں میں چجن، گلستان، قلعہ عبداللہ ابھی موصوف خودز میں نہیں دے سکتا ہے۔ اُس کو لے جا رہا ہے گلستان تعلیم۔ اور وہاں لے جا رہے ہیں جہاں according to the Bureaucracy آئے دن وہاں مارا ماری ہوتی ہے جگہ اہوتا ہے۔ اگر وہاں گلستان حلقوں کے لئے reflect ہوتا ہے ہمیں کوئی اعتراض نہیں تھا۔

میڈم اسپیکر: ٹھیک ہے ڈاکٹر صاحب آپ کا پوائنٹ آ گیا۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: میں آگے آ رہا ہوں۔

میڈم اسپیکر: نہیں آپ تقریبیں کر سکتے۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: میں تقریبیں کر رہا میں حرکات بتا رہا ہوں۔

میڈم اسپیکر: اس لئے میں کہہ رہا ہوں to the point to bat کریں۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: میں آپ کو اس لئے کہہ رہا ہوں کہ ایجوکیشن منسٹر نے کہا کہ یہ قلعہ عبداللہ میں بنے گا۔ کمشنز اپنے ڈی سی کو کہتا ہے۔ کہ عقل کے ناخن لو آج میں سی ایم صاحب سے ریکوئٹ کروں گا اگر قلعہ عبداللہ میں reflect ہے قلعہ عبداللہ میں بنایا جائے۔

میڈم اسپیکر: جی سی ایم صاحب یہ دو چار ہمارے ممبرز کے پوائنٹس تھے۔

قائد ایوان: میڈم اسپیکر! بڑی مہربانی۔ مجھے پتہ نہیں کس نے کیا بولا۔

میڈم اسپیکر: یہ تو آپ کو سنتا چاہیے تھا۔ میں تو یاد ہانی کر سکتی ہوں۔

قائد ایوان: ڈاکٹر صاحب نے جو باتیں کیں، پچھلے دنوں ایک تحریک التوا آئی میرے سامنے، میں نے کہا

کہ کاش گورنمنٹ میں رہتے ہوئے بھی رحمت صالح صاحب NTS والوں کے لئے جس طرح 2015ء میں میرٹ اُن کی violate ہوا تھا۔ تحریک ابھی پیش کی میرے خیال میں اگر یہ کر لیتے 2015ء میں، آج ہمارے پیچے روڈوں پر نہیں آتے۔ لیکن پھر بھی میں 2015ء کو نہیں دیکھا اپنے بچوں کو دیکھا اگر ان کی violation ہوئی ہے میرٹ کی ہوئی ہے جو ڈاکٹر مالک صاحب نے اُس ٹائم NTS شروع کیا 2015ء میں میرے خیال تو ہونا چاہیے تھا کہ اُن کو میرٹ پر آرڈر ملنے چاہیے تھے۔ لیکن آج تحریک پیش کر رہے ہیں مجھے بڑی خوشی ہو رہی ہے کہ اپوزیشن میں رہ کر ہم عوام کی ساری issues کو گورنمنٹ میں دیکھ لیتے تو بہت اچھا ہوتا۔ ڈاکٹروں کا بھی یہی مسئلہ ہے جس طرح ڈاکٹر صاحب نے کہا، کیونکہ بہت چیزیں اُن کی جینین کیسز ہیں اُن کو ہم نے takeup کر لیا ہے۔ میرے خیال میں کوئی دھرنے کی ضرورت نہیں تھی اور جس طرح یہ بات کر رہے ہیں پچھلی گورنمنٹ میں بھی یہ اسی دھرنے میں رہے اور جو جوان کی ضرورتیں ہیں کاش جس طرح یہ روڈوں پر بیٹھے ہیں اگر ان کو بلوچستان کے عوام کی بھی اس طرح اہمیت ہوتا اور دور دراز علاقوں میں بھی ڈاکٹر نہیں ہیں ان کو کہتے ہیں باہر جائیں کوئی میں سرپلس ہیں باہر نہیں جاتے۔ جب ان کو ٹرانسفر کرتے ہیں۔ ابھی تک کتنے لوگوں کو ٹرانسفر کیا ہے ابھی تک وہ duty Joining نہیں دیتے ہیں۔ جس طرح چیزوں کو آگے بڑھانے کیلئے ہم نے یہ کہا آپ کا وہاں الاؤنسنر بھی بڑھادیا آپ جائیں اور خدمت کریں دوائیوں کا کہہ رہے ہیں۔ میرے خیال میں دوائیوں کی کمی نہیں ہے صحیح معنوں میں اگر استعمال کریں۔ میڈم! میں ایک مثال دوں، آواران کا۔ آواران کا جو ہسپتال ہے وہ بچاں بیڈ ہے اُس میں صرف ایک آرمی کا بندہ بیٹھنے سے آپ میرے خیال میں اُس کی صفائی بھی دیکھیں اور وہاں میڈیسین، یہی ہر وقت ملتی تھیں لیکن لوگوں کو نہیں ملتی تھیں۔ ابھی ایکسٹرا کوئی چیز نہیں دی ہے نہ کہ میں اُس وقت چیف فنڈر تھا دو تین سال پہلے ڈاکٹر صاحب تھے، اُس ٹائم وہاں جب earthquake کے بعد وہاں آری۔ آپ وہاں چیزیں دیکھیں ڈاکٹر ز ٹائم پر ڈیوٹی دے رہے ہیں۔ دوائی باقی ٹھیکروں کے ہسپتا لوں کو ملتی ہے۔ جو ان کے کوٹے کے حساب سے وہیں ملتے ہیں آپ یقین کریں وہاں پہا ایک چیز کی بھی کمی نہیں ہے۔ ساری چیزیں اور صحیح معنوں میں مل رہی ہیں کیونکہ اُن کے اوپر ایک check رکھا ہوا تھا اُس کی وجہ سے ہم چیزوں کو خود maintain نہیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس چیز کی کمی ہے اُس چیز کی کمی ہے۔ اتنے پیسے میرے خیال میں ہسپتا لوں کو مل رہے ہیں اگر ان کو صحیح معنوں میں عوام تک پہنچائیں یہ میرے خیال میں بڑا اس میں ابھی ہم نے ایک پروگرام بنالیا ہے آپ انشاء اللہ دیکھیں گے یہی چیزیں آپ کو گروئند میں ڈاکٹر ز ملیں گے وہ بھی آپ کو نظر آجائیں گے۔ انشاء اللہ کہ اُس میں ہیں۔ دوسری حسن بانو صاحب نے کہا کہ یہ کو نسا پاؤ اسٹھ تھا۔

میڈم اسپیکر: بچوں کا نچے جب بھیک مانگ رہے ہیں اور وہاں بیٹھے ہوتے ہیں۔

قائد ایوان: اس کا میرے خیال میں ہوم ڈیپارٹمنٹ، ہمارے نسٹر صاحب نہیں ہیں اُس کو زیادہ آپ ڈیٹ ہو گا، کیونکہ یہ واقعی بڑی اہمیت کا حامل ایک پوائنٹ ہے۔ اس میں یہ ہے کہ لوگ استعمال بھی کر رہے ہوتے ہیں یا مجبوری کی حالت میں ایسے پڑے ہوئے ہیں۔ لیکن اُس پر کام کر رہا تھا میرے خیال میں ہوم نسٹر صاحب آجائیں وہ سارا بتا دیں گے کہ انکو کہاں تک لے گئے تھے۔ جس طرح سردار کھیتر ان صاحب نے کہا ہیلیٹ ڈیپارٹمنٹ میں دوائیوں کا۔ اس سلسلے میں میں نے ٹاسک دیا ہوا ہے ڈی سی کوئٹہ کو وہ اس چیزوں کو دیکھیں اور وہاں سینپل بھی لیں کہ کیا وہ دوائیاں صحیح ہیں یا نہیں جس لیوں کی دوائیاں ہیں اور ان کی معیاد کا جس طرح کہہ رہے ہیں وہ بھی اور جو باہر جتنے بھی میڈیکل استورز ہیں اُن میں بھی دیکھیں کہ ایسا نہیں ہے کہ وہ ہمیں غلط دوائیاں دو نمبر یا دس نمبر نہیں مل رہی ہیں ہمارے لوگوں کو تو اس کیلئے بھی میں نے ایک کمیٹی بنائی اس کو ٹاسک دیدی ہے۔ ڈاکٹر حامد صاحب نے مختلف ایشوز پر بات کی۔ اور اتنا لمبا کر دیا کہتا کہ وہ گڑ بڑ ہو گئے اس کے، ٹرانسفر، پوسٹنگ کا مجھے نچلے لیوں کا کوئی وہ نہیں ہے اور جو نسٹر لیوں کے ٹرانسفر پوسٹنگ ہیں، وہ ڈائریکٹ خود کرتے ہیں۔ باقی اس میں recommend کر کے بھیج دیتے ہیں اس میں میں کر لیتا ہوں۔ اور BRC کا آپ نے جس طرح کہا اس کی زمین روئیوں میں کاغذ پکنچ گئے ہیں میرے خیال میں دوچار دونوں BRC کی زمین کی ہو جائیگی اور زمین دیدی 120 ایکڑ ہیں یا کتنی ہے؟

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: پی ایس ڈی پی میں قلعہ عبداللہ as a constituency

قائد ایوان: قلعہ عبداللہ پی بی-12 میں ہے نا۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: جی پی بی-12

قائد ایوان: تو وہیں پرانہوں نے زمین دیدی ہے روئیوں تک پہنچ گئی ہے۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: ہم نے زمین بھی ڈھونڈی ہے سب کچھ کیا ہے۔

قائد ایوان: وہ کس نے دی ہے؟

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: میں عرض کروں معزز ممبر لے جا رہے ہیں کہ گلستان وہاں ڈی سی کو مجبور کر رہا ہے، بلکہ میں کر رہا ہے، تحصیلدار کو کہ میں گورنمنٹ کا حصہ ہوں۔

قائد ایوان: یہ آپ کے دور میں میرے خیال میں وہاں سے move ہوا ہے۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: نہیں نہیں ابھی ہم لوگوں نے reflect کیا ہے قلعہ عبداللہ پی بی 12 میں، اسمبلی سے پاس ہوا ہے۔

قائد ایوان: آپ نے جگہ کا تعین کر لیا تھا، اس کا ٹائم کونسا ہے۔ اب گورنمنٹ priority دیکھے گی کہ کوئی جگہ بہتر ہوگی؟

میڈم اسپیکر: اگر سی ایم صاحب! ان کو اپنے چیمبر میں بلا لیں۔

قائد ایوان: میڈم اسپیکر! اس میں میرے خیال میں وہاں ڈی سی نے زمین کی وہ کر کے بھیجی ہے اور وہ دیکھ لیتے ہیں اگر اس میں اعتراض ہے، تو آپ مجھے بتادیں kindly۔

ڈاکٹر حامد خان اچکزئی: agree کرتا ہے ایجوکیشن منسٹر yes بالکل۔ زمین ڈھونڈی ہے کمشنر agree کرتا ہے۔ اور ہائی ایجوکیشن والے بھی agree کرتے ہیں۔

قائد ایوان: میڈم! میرے خیال میں اس پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے، ڈی سی نے وہاں سے زمین کی وہ بھیج دی ہے۔ اگر ڈاکٹر صاحب کو کوئی اعتراض ہے مجھے بتادیں، میں اس کو حل کروں گا۔

میڈم اسپیکر: چیبر میں آپ اس کو بلا لیں۔ سی ایم صاحب کے جوابات کے بعد تمام پوائنٹ آف پلک امپورٹنس وہ نہادیے گئے۔ اب میں گورنر صاحب کا انگریزی میں حکمنامہ پڑھ کر سناتی ہوں۔

ORDER

In exercise of the powers conferred on me by Article 109(B) of the constitution of Islamic Republic of Pakistan 1973. I Muhammad Khan Achakzai, Governor of Balouchistan hereby order that on conclusion of the business the session of the Provincial Assembly the 02nd April 2018 of Balouchistan shall stand prorogued on Monday.

اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک کیلئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 6 بجکر 45 منٹ پر ختم پذیر ہوا)

